اسلامی جلسوں کی اناؤنسری کا گنج شائگاں
آئینہ نظامت
مؤلف
مولانا نعیم الاسلام قادری
محمد اصغر علي
رضوي مسعودي
اسلامک پبلشر
+919224227313

اسلامی جلسوں کی اناؤنسری کا گنج شائگاں

آئینہ نظامت

محمد اصغر علی رضوی

مسعودی

مؤلف

مولانا نعیم الاسلام قادری

+919224227313

اسلامک پبلشر

۲۴۷- گلی مرہٹے والی میٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

Ph:(011)23284316, Fax: 23284582

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب .... آئینۂ نظامت

تصنیف .... مولانا نعیم الاسلام قادری
کریم الدین پور بکھی گھوسی، مئو، یوپی

صفحات ۹۶

قیمت ۳۵

ناشر .... اسلامک پبلشر

۴۴۷، گلی سروتے والی، مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

ISLAMIC PUBLISHER
447, GALI SAROTEY WALI
MATIA MAHAL JAMA MASJID DELHI-6
PH: 23284316 FAX: 23284582

اسلامک پبلشر
۴۴۷، گلی سروتے والی مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶

شرف انتساب

مرکز علم وادب گہوارہ فکر ونظر مادر علمی
دار العلوم اہلسنت جامعہ شمس العلوم گھوسی، مئو، یوپی

کے نام

جس کے زیر سایہ تشنگان علوم کے لیے ٹھنڈے
میٹھے دریا بہتے ہیں۔
جس کی آغوش تعلیم وتربیت میں حقیر بے مایہ علم دین کی
دولت لازوال سے مالا مال ہوا۔
جو فقیر بے نوا کی تدریسی، تحریری تقریری جملہ صلاحیتوں
کا منبع اور علمی ودینی خدمات
کا سرچشمہ ہے۔

اگر سیاہ دلم داغ لالہ زار توام
وگر کشادہ جبینم گل بہار توام

احقر

نعیم الاسلام قادری

۷۸۶/۹۲

عرض مؤلف

عصر حاضر میں جلسے اور کانفرنسیں بکثرت منعقد ہوتی ہیں جن میں متعدد قرا، شعرا اور خطبا شرکت فرماتے ہیں۔ان جلسوں کے نظم ونسق کے قیام کے لیے ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے جو شعرا ومقررین کو علی الترتیب یکے بعد دیگرے سامعین کے سامنے پیش کرے۔اسی شخصیت کو ہم ناظم اجلاس یا نقیب جلسہ کے نام سے جانتے ہیں۔کاروبار جلسہ کی ترقی میں ناظم اجلاس کا بڑا اہم رول ہوا کرتا ہے۔قرا شعرا خطبا کا تعارف اسکی سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔وہ اپنے مخصوص طرز گفتگو اور سلیس و رواں زبان میں مجمع پر کنٹرول کرتا اور سامعین کی پژمردگی کو کافور کرتا ہے تاکہ وہ آنے والے خطیب یا شاعر کے بیان وکلام کو دھیان سے سن کر اپنے نہاں خانۂ دل میں محفوظ کریں۔ اس کے اس عمل کو نظامت یا نقابت سے موسوم کرتے ہیں۔نظامت آج کل کے جلسوں کی اہم ضرورت بن چکی ہے جس پروگرام میں ناظم جلسہ نہ ہو وہ پروگرام بے رونق اور پھیکا معلوم ہوتا ہے۔

موجودہ دور کے پروگراموں میں ناظم اجلاس کی یوں بھی ضرورت پیش آتی ہے کہ عام طور پر جلسوں کا صدر اور سرپرست ہمارے ایسے بزرگوں کو بنایا جاتا ہے جلسہ گاہ میں زیادہ دیر بیٹھنا یا از اول تا آخر اسٹیج پر حاضر رہنا جن کے لیے امر مشکل ہوتا ہے لہٰذا ناظم اجلاس ان کی دعاؤں کے سہارے ان کے بتائے ہوئے اصول کی روشنی میں اجلاس کو کامیابی کی منزل سے ہمکنار کرتا ہے۔

نظامت ونقابت کی اسی اہمیت وضرورت کے پیش نظر میں نے ''آئینۂ نظامت'' ترتیب دی جس میں قرا شعرا اور خطبا کے تعارف اور ان کو دعوت سخن دینے کے لیے کافی مواد اکٹھا کردیا ہے۔افادیت کے پیش نظر ''نقابت جلسہ رد وہابیت'' ''چنیدہ القاب'' اور ''تراشیدہ اشعار'' بھی شامل کتاب کر لیئے ہیں۔اس موضوع پر مارکیٹ میں متعدد کتابیں دستیاب ہیں ایسی صورت میں میری اس حقیر تالیف کی حاجت تھی یا نہیں یہ مقدمہ شائقین کی عدالت میں پیش ہے وہ دیگر

کتابوں سے موازنہ فرما کر خود ہی فیصلہ کرلیں۔

اپنے محسن ومربی استاذ مکرم حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر محمد عاصم صاحب قبلہ اعظمی ادام اللہ ظلہ علینا کا احسان مند ہوں کہ میری درخواست پر حضرت نے اپنی تصنیفی وتالیفی مصروفیات میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر کتاب کا اکثر حصہ سنا۔نفع بخش مشوروں سے نوازا اور ایک مفید تقدیم تحریر فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی اور کتاب کی عزت میں چار چاند لگایا۔

استاذ گرامی حضرت علامہ رضوان احمد صاحب نوری شریفی اطال اللہ ظلہ علینا کے بار احسان سے بھی سبکدوش نہیں ہوسکتا جن کے سامنے میں نے کتاب پیش کی تو حضرت نے پروگراموں اور تبلیغی دوروں کی کثرت اور دوسری علمی ودینی مصروفیات کے ہجوم میں بھی جابجا کتاب کا مطالعہ کیا اور ایک پرمغز تقریظ لکھ کر کتاب کی اہمیت بڑھائی اور اس ہیچ مداں کو عزت بخشی۔

بے حد ناسپاسی ہوگی اگر ناشر کتب اہلسنت عالی جناب حامد رضا صاحب منیجر اسلامک پبلشر کا ذکر نہ کروں جن کی مساعئ جمیلہ سے یہ کتاب شائقین نظامت کے ہاتھوں تک پہونچی۔اس دور قحط الرجال میں جب کہ علم سے دوری اور علما سے بیزاری عام ہے موصوف علمائے اہلسنت کی کتابیں شائع فرما کر مجاہدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے دونوں بزرگوں کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور اسلامک پبلشر کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین

آخر میں قارئین کرام کی بارگاہوں میں عرض ہے کہ "الانسان مرکب من الخطأ والنسیان" کے بموجب کتاب میں کہیں فروگذاشت پائیں تو تنقید کے بجائے تصحیح کی کوشش کریں اور اغلاط سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ درست کرلیا جائے۔

ہیچ مداں

نعیم الاسلام قادری

متوطن کریم الدین پور بگھی گھوسی، مئو، یوپی

استاذ جامعہ مصطفویہ رضا دارالیتامیٰ تاج نگر ٹیکہ ناگپور۔۱۷

۲۶ ربیع النور ۱۴۲۹ھ ۴/اپریل ۲۰۰۸ء بروز جمعہ

تقدیم

مورخ اسلام مفکر ملت شہر یار تحریر وقلم نازش علم وفن حضرت علامہ الحاج
ڈاکٹر محمد عاصم صاحب قبلہ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ
بی،اے۔ایم،اے۔بی،ٹی،ایچ۔ایم،ٹی،ایچ۔پی،ایچ،ڈی
سینئر استاذ دار العلوم اہلسنت جامعہ شمس العلوم گھوسی،مئو،یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد۔دور اسلاف سے لے کر آج تک وعظ وتقریر کے ذریعہ تبلیغ دین اور اشاعت حق کا فریضہ انجام پارہا ہے۔اس مقصد خیر کے لیے میلاد شریف کی محفلیں،عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے،تعلیمی واصلاحی کانفرنسیں ملک کے شہروں،قصبوں حتی کہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں انعقاد پذیر ہوتی ہیں جن میں علما ومشائخ،شعرا وقرا زینت بزم ہوتے ہیں۔قرا اپنے مخصوص انداز میں آیات قرآنی کی تلاوت سے قلوب کو منور ومجلی کرتے ہیں۔شعرا اپنی خوش الحانی اور نغمہ سنجی سے وجد وکیف کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔خطبا ومقررین قرآن وسنت اور اقوال واحوال سلف کی روشنی میں علم ومعرفت کا دریا بہاتے ہیں اور سامعین کے دلوں میں یقین واذعان کی شمعیں روشن کرتے ہیں لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن رہ کر عمل صالح کی تلقین کرتے ہیں۔

مذہبی ودینی مجالس ایمان واعتقاد کی اصلاح،عمل صالح کی ترغیب،اسلامی حمیت

وغیرت کے جذبات کو بیدار کرنے کی غرض سے منعقد کی جاتی ہیں۔ان کا انداز عام سیاسی جلسوں اور تقریری پروگراموں سے مختلف ہوتا ہے۔یہ جلسے روحانی بیداری،دینی شعور اور اخلاقی قدروں کے امین ہوتے ہیں۔اس لیے ان کی شرکت کے آداب بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ان مقدس محفلوں میں شرکت کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ تہذیب وشائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔مائک پر آنے والے ہر قاری،شاعر اور خطیب کو بغور سنیں۔ان کے کلام اور مواعظ کو دلوں میں بیٹھائیں اس امر کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی شخصیت ان سے ہم کلام ہو اس کی عظمت واحترام کو ملحوظ خاطر رکھیں تاکہ ان کے بیان اور کلام کی اہمیت دلوں میں جاگزیں ہو۔

ان مقدس روحانی مجلسوں میں تہذیب وشائستگی ضروری چیز ہے جس کے لیے قرا شعرا خطبا اور سامعین کے درمیان ایک ایسے نقیب کی ضرورت ہوتی ہے جو اجلاس کے ڈسپلن کو اسلام کی روحانی قدروں کی روشنی میں قائم کرے اور اسٹیج پر جلوہ افروز ہر شخصیت کا تعارف اس کی علمی وفکری وجاہت اور فنی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے سامعین کے سامنے پیش کرے تاکہ لوگ اس کی قدر وقیمت کو سمجھیں اور اس کے موثر بیان وخطاب سے مستفیض ہوں۔

نظامت اجلاس کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر عزیزی مولانا نعیم الاسلام قادری سلمہ نے اس فن پر یہ جامع اور مختصر کتاب مرتب کی ہے جس کے مطالعہ سے ایک اناؤنسر حسن وخوبی کے ساتھ اجلاس کی نظامت کے انجام دینے پر قادر ہوسکتا ہے۔

عزیز گرامی مولانا نعیم الاسلام قادری زید علمہ دار العلوم اہلسنت جامعہ شمس العلوم گھوسی کے جواں سال فاضل ہیں۔ذہانت وفطانت اور فہم وشعور کی بنیاد پر اپنے ساتھیوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔فراغت کے بعد انہوں نے جامعہ مصطفویہ رضا دار الیتامیٰ ناگپور میں درس وتدریس کی بزم طرب سجائی اور ایک کامیاب معلم کی حیثیت سے اشاعت

علم میں مصروف ہیں۔ تقریر و نقابت کا خاصا شوق اور تحریر و قلم کا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ موصوف کے متعدد مضامین مختلف رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہوئے۔ سال گزشتہ ان کی پہلی تالیف ''تجلیات علم'' منظر عام پر آئی جسے عوام و خواص نے پسند کیا۔ زیر نظر کتاب ''آئینۂ نظامت'' عزیز موصوف کی دوسری تالیف ہے جو اسلامی جلسوں کی نظامت اور اناؤنسری کے شائقین کے لیے انمول تحفہ اور قیمتی دستاویز ہے۔

عزیزم موصوف نے کتاب کا اکثر حصہ مجھے پڑھ کر سنایا۔ بڑی خوشی ہوئی اور دل سے دعا نکلی۔ کتاب کے اندر قاریوں شاعروں اور خطیبوں کی ذات وصفات کے تعارف کے لیے موثر تمہیدی کلمات، موزوں اشعار اور مناسب القاب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پیرایۂ بیان سادہ، دلچسپ اور ولولہ انگیز ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب قبول عام کی سند حاصل کرے گی اور نقابت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ رب کائنات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اس قلمی کاوش کو قبول فرمائے۔ مولف کے علم میں اضافہ فرمائے۔ ان کے تالیفی و تصنیفی مشاغل کو قدر و قیمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد عاصم اعظمی

بیت الحکمت محلہ کریم الدین پور گھوسی، مئو

۲۴؍ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

۲؍اپریل ۲۰۰۸ء بروز بدھ

تقریظ

ادیب لبیب خطیب شہیر ذوالفضل والایقان عالم معانی و بیان

حضرت علامہ رضوان احمد صاحب قبلہ نوری شریفی دامت برکاتہم العالیہ

بانی و مہتمم الجامعۃ البرکاتیہ برکات نگر گھوسی، مئو

شیخ التفسیر والادب دار العلوم اہلسنت جامعہ شمس العلوم گھوسی، مئو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ آلہ و اصحابہ واھل بیتہ اجمعین

اما بعد۔ عزیز سعید مولانا نعیم الاسلام صاحب قادری زید علمہ کی تالیف ''آئینۂ نظامت'' پر میں نے جستہ جستہ نظر ڈالی۔ فن نظامت میں مولانا کی یہ کاوش پسند آئی اور اس کی افادیت کا احساس ہوا۔ موصوف نے اسلامی جلسوں کے افتتاح سے لے کر اختتام تک نظامت و نقابت کا ایک اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب طلبا کے لیے بہترین رہنما اور کہنہ مشقوں کے لیے ممد و معاون ثابت ہوگی۔

عزیز گرامی قدر مولانا نعیم الاسلام صاحب قادری زید مجدہٗ دار العلوم اہلسنت شمس العلوم کے فارغ التحصیل ہیں۔ از ابتدا تا انتہا اسی چشمۂ شیریں سے سیرابی حاصل کر کے اس وقت مہاراشٹر میں ناگپور کی سرزمین پر جامعہ مصطفویہ رضا دار الیتامیٰ میں کامیاب مدرس کی حیثیت سے طالبان علوم نبویہ کو زیور علم سے آراستہ کر رہے ہیں اور تشنگان علوم دینیہ کو علم و عرفان کا جام پلا رہے

ہیں۔ دور طالب علمی میں عزیز موصوف کو اپنی ذہانت و فطانت اور کدو کاوش کی وجہ سے تمام رفقائے درس پر فوقیت حاصل تھی۔ بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اپنے ہمعصر تمام طلبہ پر فوقیت رکھتے تھے۔

شروع سے آپ کو خطابت و نقابت سے خاصی دلچسپی رہی۔ اپنی تقریر اور نقابت کے ذریعہ لوگوں میں کافی مقبول ہیں۔ خطابت و نقابت کا انداز بڑا ہی دلنشیں اور پیارا ہوتا ہے۔ میرے اس قول کی تصدیق ان شاء اللہ تعالیٰ ''آئینۂ نظامت'' سے ہوگی۔

جلسہ یا کانفرنس کا آغاز مختلف طریقے سے بڑے اچھوتے انداز میں کرتے ہیں۔ قرا، شعرا اور خطبا کے لیے مناسب اور موزوں الفاظ اور جملے استعمال کرتے ہیں جگہ جگہ مناسب اشعار سے نقابت میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔ زبان نہایت ہی شیریں اور انداز بیان دلوں کو چھو لینے والا ہوتا ہے۔ دوران نقابت حد اعتدال سے متجاوز نہیں ہوتے اور ساتھ ہی ساتھ شریعت مطہرہ کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔ آپ کی تالیف ''آئینۂ نظامت'' بھی آپ کی ان خوبیوں کی آئینہ دار ہے۔

مجھے امید ہے کہ ''آئینۂ نظامت'' اپنے محاسن و محامد کی بنیاد پر بہت مقبول ہوگی۔ دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں عزیز موصوف کے علم عمل، تحریر اور تقریر میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول انام بنائے۔ آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ و اھل بیتہ اجمعین.

دعا گو

رضوان احمد نوری شریفی

خادم الجامعۃ البرکاتیہ و شمس العلوم گھوسی، مئو

۲۵ / ربیع الاول ۱۴۲۹ھ - ۳ / اپریل ۲۰۰۸ء بروز جمعرات

پروگرام کا افتتاح

(تلاوت قرآن شریف)

(۱)

ہر اہل فضل کا ہم احترام کرتے ہیں
بصد خلوص و محبت سلام کرتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

خدا کے نام سے جلسے کا ہم آغاز کرتے ہیں
وہی مالک ہے ہم اس کے کرم پر ناز کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر ایک کام سے پہلے یہ ہم نے کام کیا
خدا کی حمد کیا بعدہٗ درود پڑھا

نحمدہٗ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

حضرات! آج کا یہ روح پرور اجلاس، دلنواز پروگرام اور مشام جان کو معطر کرنے والی تقریب جس میں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو رہا ہے، انوار و تجلیات کی عطر بیز پھوہاریں پڑ رہی ہیں، خداوندی انعام و اکرام اور ربانی توجہات و عنایات کی برسات ہو رہی ہے اس نبی برحق رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کا ترانہ گنگنانے اور ان کی آمد آمد کے گن گانے کے لیے انعقاد پذیر ہے جن کے صدقے میں آسماں بنا، زمین بنی، جن کے طفیل صفحۂ زمین

نقشہائے رنگارنگ سے مزین اور مہکتے دمکتے پھلوں پھولوں سے آراستہ ہوا، دنیا کے یہ حسین نظارے، یہ مسکراتی کلیاں، یہ لہلہاتے پیڑ پودے، یہ ابلتے چشمے، یہ بل کھاتی ندیاں، یہ سمندر کی مست لہریں، یہ پہاڑوں سے گرتی آبشاریں، یہ کہکشائیں، یہ شبنمیں اور یہ حسین وجمیل مناظر فطرت جو ہمیں صناعیٔ قدرت پر دعوت تأمل وتفکر دے رہے ہیں ان سب کا وجود اسی ذات مقدس کا رہین منت ہے۔ جنت کی بہاریں، سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، رات کی تاریکی، دن کا اجالا، فرشتوں کی خلقت، نبیوں کی بعثت، ولیوں کی ولایت، صدیقوں کی صداقت، شہیدوں کی شہادت، دنیا کی بہاریں، عقبیٰ کے نظارے اسی باعث کن فیکون کے دم قدم سے ہیں۔

کوئی پیدا نہ ہوتا عالم ایجاد میں سرور
زمیں پر سرور عالم اگر پیدا نہیں ہوتے

اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

نہ ہوتے آپ تو کچھ بھی نہ ہوتا بزم امکاں میں
تمہارے ہی لیے دنیا بنی معلوم ہوتی ہے

حضرات! یہ عظیم الشان اجلاس اور تاریخ ساز کانفرنس موسوم بہ ''جشن عید میلاد النبی'' صلی اللہ علیہ وسلم جس میں عاشقان رسول کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اس کا اہتمام کرنا آج کی پیداوار نہیں بلکہ صدیوں قدیم روایت ہے، چشم عقیدت ومحبت سے اس مقدس بزم کی تاریخ کا اگر مطالعہ کریں تو آپ پر حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ محافل میلاد کا انعقاد کوئی نیا طریقہ اور نئی رسم ورواج نہیں بلکہ اس کا اہتمام سنت الٰہیہ، سنت انبیاء، سنت سید الانبیاء، سنت صحابہ اور سنت اولیاء ہے۔

پاک لوگوں نے کیا ہے جشن میلاد النبی
پاک روحوں کی غذا ہے جشن میلاد النبی
دن میں ہو کہ رات میں ہر وقت ذکر ان کا کرو
یہ بزرگوں نے لکھا ہے جشن میلاد النبی

حضرات! آج کی اس مقدس بزم میں زمانہ ساز اور وقت کے نباض علمائے کرام کی تشریف آوری ہو رہی ہے جن کے عمل وکردار، اطاعت پروردگار اور محبت محبوب کردگار سے سرشار ہیں۔ ایسی مقدس، پاکباز اور پاک طینت ہستیاں رونق اسٹیج ہونے والی ہیں جن کی مومنانہ اور مخلصانہ نگاہوں سے گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم کی ہدایت نصیب ہوتی ہے، ہم ایسے رہنماؤں اور قابل قدر بزرگوں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں جن کے دم قدم سے دامن زندگی سعادت کے پھولوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم دل کی گہرائیوں سے اپنے بزرگوں اور علمائے کرام کا پرتپاک استقبال کرتے اور ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔ ہم پھولے نہیں سماتے کہ ہم نے پرخلوص دعوت دی اور اسے شرف قبولیت سے نوازا گیا اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود ہماری بزم میں قدم رنجہ فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی گئی۔

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی رحمت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

حضرات! آج کے اس اسٹیج پر اگر آپ علمائے کرام کی زیارت کریں گے تو ملک کے نامور شعراء کی دید وشنید سے بھی شادکام ہوں گے۔ ایسے مداحان مصطفیٰ کی آمد ہونے والی ہے جو نہ صرف اپنی آواز کے جادو سے عاشقان رسول کو مسحور کریں گے بلکہ اپنے کلام بلاغت نظام سے آپ کے دل کی دنیا فتح کرلیں گے۔

حضرات! اب بلا تاخیر آغوش شب میں ایک ایسی شمع روشن کریں جس کے سامنے دودھ میں نہائی ہوئی چاندنی شرمانے لگے یعنی ہم اس قرآن عظیم کی تلاوت سے ''جشن عید میلاد

النبی'' کا آغاز کریں جس نے صرف ۲۳؍سال کی قلیل مدت میں دنیا کی کایا پلٹ دی جس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے بڑے بڑے فصحا و بلغا شعرا و ادبا حیران و ششدر رہ گئے، وہ قرآن جس کی آیتوں کو سن کر پتھر دل موم اور پتھریلی آنکھیں بے اختیار اشکباری پر مجبور ہو گئیں۔ ؎

اہل منطق سر بسجدہ رہ گئے
پڑھ لیا جب فلسفہ قرآن کا

آیئے تلاوت کلام اللہ کے لیے میں قاری خوش الحان زینت القراء حضرت قاری...............صاحب کو ان اشعار کے ساتھ زحمت دوں۔ ؎

تعطل تھا جہاں میں اور سکوت مرگ طاری تھا
وہ جب آئے تو دنیا میں شعور انقلاب آیا
پڑھے جاؤ قرآن پاک اک مخصوص لہجے میں
صفائی ہوتی جائے قلب کی ہر ایک لمحے میں

(۲)

عبادتوں کی طرح میں یہ کام کرتا ہوں
مرا اصول ہے پہلے سلام کرتا ہوں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الٰہی میری عقیدت کی آبرو رکھ لے
ترے ہی نام سے آغاز کر رہا ہوں میں

بے پایاں حمد و ثنا اس خدائے رحمان کے لیے جس نے آسمان و زمین کی تخلیق فرمائی۔ اشرف المخلوقات انسان کو شرف وجود بخشا اور ان کی معیشت کے اسباب و ذرائع پیدا کیے جس کی بدولت وہ زندگی کے لیل و نہار گزارتے ہیں۔ لاتعداد درود و سلام اس ذات خیر الانام پر جس کے وجود مسعود کی برکتوں نے کائنات عالم کو وجود عطا کیا جس کی نگہ کرم نے گرتوں کو

سنبھالا، بگڑوں کو سدھارا اور اپنے نور نبوت سے ظلمت کدہ کفر و شرک کو ایمان و اسلام کی روشنی عطا کردی۔ ؎

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا
وہ کڑکا تھا بجلی کا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی

عقیدت و محبت کے ہار اور پھول نچھاور ہیں ان صحابۂ کرام کی بارگاہوں میں جنھوں نے اپنے خون جگر سے شجر اسلام کی آبیاری کی۔ جن کی سرفروشیوں اور جانثاریوں کو یاد کر کے شجر اسلام کا پتہ پتہ آج بھی اعلان کر رہا ہے۔ ؎

اسلام تری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
جاری تری رگوں میں ہے خوں چار یار کا

الفت و مودت کی تر و تازہ ڈالیاں پیش ہیں شہدائے کربلا بالخصوص نواسۂ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں جنھوں نے اپنا گھر بار احباب و رشتہ دار اور خود اپنی جان دے کر اسلام کی عظمتوں کو پامال ہونے سے بچالیا۔ جنھوں نے بروقت اپنے نانا جان کے دین و مذہب کے تحفظ کے لیے اقدام نہ کیا ہوتا تو آج اسلام ہمیں صحیح شکل و صورت میں نصیب نہ ہوتا۔ جن کے احسانات کو فرزندان اسلام فراموش نہیں کر سکتے۔ ؎

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ وہ ظلم ابن زیاد کا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتا ہے کربلا

نذرانۂ تہنیت پیش ہے ان اولیائے کرام اور علمائے عظام کے درباروں میں جنھوں نے رشد و ہدایت اور اپنے علم و عمل کے ذریعہ اسلام کی روحانیت و صداقت کو اجاگر کیا۔ جنھوں نے اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ دین کی خدمت اور اسلام کی اشاعت میں گزار کر اسلام کی

حقانیت کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا۔

ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں

معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی

خراج ارادت پیش ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بارگاہ میں جنھوں نے بریلی کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر اہل ایمان کے دلوں میں عشق رسول کا صور پھونک دیا۔ بزرگوں کے مذہب اہل سنت کی حفاظت فرمائی اور بد مذہبوں کا رد بلیغ فرما کر پرچم اہل سنت کو سرنگوں ہونے سے بچالیا۔

زندہ باد اے دین برحق کے نگہ باں زندہ باد

زندہ باد اے مفتی احمد رضا خاں زندہ باد

حضرات! آج کا یہ مہتم بالشان اجلاس، یہ شاندار بزم ہمیں اپنے حسن و جمال، فضل و کمال، نور و نکہت، اپنی زیبائش و آرائش اور تزئین کے نظارہ کی نہ صرف دعوت دے رہی ہے بلکہ دنیا و آخرت کی سعادت سے دامن کو پر کرنے کا سلیقہ بھی عطا کر رہی ہے اور پیغمبر اسلام کے ذکر خیر سے ہمارے دل و دماغ کو منور کرنے کا طریقہ بھی سکھا رہی ہے۔

ہر جبیں پر ہے چمک اور ہر نظر مخمور ہے

بادۂ عشق نبی سے ہر بشر مسرور ہے

تھام کر دامن نبی کا آؤ بیکل چل پڑیں

راہ میں ایمان کے ڈاکو ہیں منزل دور ہے

حضرات! یہ اظہر من الشمس ہے کہ آسمان کی بلندی زمین کی پستی پر، دن کی روشنی رات کی تاریکی پر، سورج کی تابانی چاند کی چاندنی پر، چاند کی ضیا پاشی ستاروں کی درخشانی پر بدرجہا غالب ہے۔ عین اسی طرح ہمارے نبی کی فضیلت دوسرے نبیوں پر اور آپ کی لائی ہوئی کتاب کی فضیلت دوسری تمام کتابوں پر فائق ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے "فَضْلُ کَلامِ اللّٰہِ عَلیٰ

سَائِرِ الْکَلامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلیٰ خَلْقِہٖ" تمام کلاموں پر اللہ کے کلام کی ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ اللہ کی فضیلت مخلوق پر۔

سب کتابوں میں بھلا قرآن ہے

یہ ہمارا دین ہے ایمان ہے

قرآن وہ منبع علم و حکمت اور سرچشمۂ خیر و برکت ہے جس سے انسانی روحیں قیامت تک سیراب ہوتی رہیں گی۔ جس کتاب مقدس کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

اسلام کی تفسیر ہے قرآن مقدس

انسان کی تقدیر ہے قرآن مقدس

فیضان کرم قلب محمد پہ ہے جاری

اللہ کی تنویر ہے قرآن مقدس

اس صفحۂ گیتی پہ ہدایت کا صحیفہ

یا حسن کی تصویر ہے قرآن مقدس

ہے نقش نشاں منزل مقصود کا جس پہ

اختر وہی تحریر ہے قرآن مقدس

جب ایسی بات ہے تو پھر کیوں نہ ہم اس کی برکتیں لوٹنے کے لیے اس مقدس کلام سے اپنی محفل کا آغاز کریں تو لیجیے بلا تاخیر تلاوت کلام پاک سے جلسے کے افتتاح کے لیے پیش ہیں قاری خوش گلو خوش آواز فخر القراء حضرت قاری..................صاحب ان اشعار کے ساتھ۔

آ چکے لوگ ہیں دیوانہ ابھی باقی ہے

افتتاح درمیخانہ ابھی باقی ہے

قرآں کی تلاوت سے آغاز ہو محفل کا

اس نور سے پا جائیں ہم راستہ منزل کا

(۳)

پیش کرتا ہوں تمنائے محبت کا سلام

اپنے احباب کو دیتا ہوں مسرت کا پیام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ التُّقٰی.

گلشن میں تار تار ہے کیوں گل کا پیرہن

کب تک چلے گی بادخزاں کچھ جواب دو

دیا خاموش ہے لیکن کسی کا دل تو جلتا ہے

چلے آؤ جہاں تک روشنی معلوم ہوتی ہے

انوار ہی انوار تجلی ہی تجلی

ہر منظر دلکش یہی کہتا ہے ادھر دیکھ

حضرات! آج کا یہ پروگرام اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام ہے۔ یہ جلسہ ایک تاریخی جلسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عظیم الشان تقریب بہت ہی دلچسپ اور رنگا رنگ ہے۔ اس میں آپ کو پر مغز، ولولہ انگیز اور معلومات سے بھرپور مواعظ ملیں گے۔ ساتھ ہی زبان و بیان، اسلوب و انداز کی انتہا کو پہونچے ہوئے تاریخی اور وقتی مسائل پر مشتمل خطابات بھی۔ نیز بہترین نعتیں اور نظمیں آپ کے دل و دماغ کو راحت و فرحت اور آپ کی روح کی تسکین کا سامان فراہم کریں گی۔

آج کا یہ پروگرام ظاہری و معنوی دونوں حیثیتوں سے آراستہ ہے البتہ ہم اس پروگرام میں کامیاب ہو سکے ہیں یا نہیں یہ فیصلہ جلسہ سننے کے بعد آپ کو کرنا ہوگا۔ ہاں میں اتنا ضرور کہوں گا کہ پروگرام کی کامیابی کے لیے ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہمیں

یقین ہے کہ آپ کے تعاون کے بغیر ہمارا یہ پروگرام کامیابی کی منزل سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

یہ رشتۂ محبت کچھ اس طرح نبھے گا

کچھ ہم قدم بڑھائیں کچھ تم قدم بڑھاؤ

حضرات! آج کے اس پرفتن دور میں اپنے خیال میں ترقی پسند کہلانے والے بعض لوگ جلسوں اور کانفرنسوں کو صرف تماشہ سمجھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ان سے دھرم اور مذہب کا کوئی فائدہ نہیں۔ حالانکہ قومیت کا جذبہ ابھارنے اور اپنے اسلاف کی شخصیت کی شناخت کے لیے جلسے اور کانفرنسیں ضروری ہیں جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود ان کی ذریت ہونے کا فخر دل میں نہ پیدا کرے گی تب تک ان کے سینوں میں مذہب کا جذبہ اور قومیت کا جوش و خروش موجزن نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر سے بہتر ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے

صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں تاکہ جذبۂ تقلید و عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو برقرار رکھنے کے لیے اجتماعی طور پر جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد نہایت ضروری ہے۔

جلاؤ شمع کہ روشن ہوں عزم کی راہیں

سجاؤ بزم کہ اظہار فن کا موسم ہے

اٹھاؤ سر کہ ہے اب جرم سرنگوں رہنا

جنوں کی فصل ہے دار و رسن کا موسم ہے

حضرات! ہمارے بزرگوں، اسلاف کبار، اولیائے کرام اور علمائے عظام کا دستور رہا ہے کہ جب بھی وہ کسی تقریب کا آغاز، کسی جلسہ یا محفل کی ابتدا کرتے ہیں تو مہتم بالشان شئی اور متبرک چیز کے ذریعہ کرتے ہیں۔ ہمارے مذہب و مسلک میں سب سے اہم اور متبرک چیز

قرآن حکیم ہے۔ لہٰذا ہم اپنے بزرگوں کے نقش قدم کو چومتے ہوئے ان کے نشان پا پر چلتے ہوئے اس پروگرام کے افتتاح کے لیے سب سے پہلے قرآن مجید کی برکتوں سے اپنے سراپا کو مالا مال اور دل ودماغ کو معطر کریں گے۔

محفل کی ابتدا ہے کلام مجید سے
رحمت کے پھول برسیں گے ذکر سعید سے

قرآن وہ مبارک کلام ہے جس نے دنیائے انسانیت میں انقلاب عظیم برپا کردیا۔ عالم آب وگل کی کایا پلٹ دی۔ جہان کفر وشرک اور معبودان باطل کو متزلزل کردیا۔ جس کے چیلنج "فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کو سن کر اپنے آپ کو عرب العربا اور اپنے سامنے سب کو عجمی وگونگا سمجھنے والے دانشوران عرب اور مکہ کے فصحا و بلغا دانتوں تلے انگلیاں چبانے لگے۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

جس کلام کی شان یہ ہے۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

اسی قرآن حکیم کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز کرنے کے لیے میں قاری گہربار ماہر تجوید وقرأت حضرت قاری.........صاحب کو ان اشعار کے ساتھ دعوت دوں گا۔

آغاز ہو محفل کا قرآں کی تلاوت سے
مسرور دل مومن ہو اس کی حلاوت سے
نغمۂ شیریں سنادو نالہ شب گیر کو
زیور زریں بنادو آہنی زنجیر کو

نعت شریف

(۱)

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز رسول اکرم نے سمجھا دیا چند اشاروں میں

حضرات! اب تک آپ لوگ تلاوت کلام اللہ کی سماعت سے اپنے قلوب واذہان کو مجلیٰ ومصفیٰ کر رہے تھے۔ مزید براں حضرت قاری صاحب کا مخصوص لب ولہجہ قواعد تجوید کی رعایت اور پرکشش آواز صیقل کا کام کررہی تھی۔ موصوف آئے اور وقت بے ثبات میں اپنی جیت کا خیمہ سامعین کے قلب وجگر میں نصب کرگئے۔

حضرات! تلاوت کلام اللہ ذکر خداوندی ہے۔ اب آیئے ذکر الٰہی کے بعد ذکر مصطفائی سے اپنے مشام جان کو معطر کریں کیونکہ ذکر خدا کے ساتھ ذکر رسول خدا کا اقتران و اتصال ابتدائے آفرینش بلکہ اس سے بھی پہلے سے ہے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں جب روح پھونکی گئی تو آپ کو چھینک آئی۔ آپ نے الحمدللہ کہتے ہوئے اپنا سر عرش اعظم کی طرف اٹھایا۔ آپ کی نظر عرش اعظم پر لکھی ہوئی جلی عبارت "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" پر پڑی۔ حضرت آدم حیرت واستعجاب کے بحر زخار میں غوطہ زن ہوکر عرض گزار ہوئے۔ میرے پروردگار! اپنے متبرک ومقدس نام کے ساتھ دوسرا نام کس کا جوڑ رکھا ہے۔ بارگاہ ایزدی سے جواب ملا۔ اے آدم! یہ "محمد" تمہاری ہی اولاد میں میرے محبوب اور سید الانبیا وخاتم النبیین ہوں گے۔ اے آدم! انہیں کے صدقۂ وطفیل میں تمہیں اور ساری کائنات کو

پیدا کیا گیا ہے۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

آیئے ذکر خدا اور ذکر رسول خدا کے اس اتصال واقتران کو برقرار رکھتے ہوئے تلاوت کلام پاک کے بعد نعت نبی پاک کی بزم طرب سجائیں اور رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں گلہائے مدحت کا گلدستۂ سبز رنگ پیش کریں جس کے لیے میں انتہائی ادب و احترام کے ساتھ بلبل چمن مدینہ قیمتی وبیش قیمت نگینہ جناب............صاحب کو ان اشعار کے ساتھ دعوت سخن دوں گا۔

اے جان وفا جلوہ دکھانے کے لیے آ
کاشانۂ گلشن کو سجانے کے لیے آ
بیتاب نگاہوں کا بھرم ٹوٹ نہ جائے
سوئی ہوئی محفل کو جگانے کے لیے آ

(۲)

شہر مدینہ شہر تمنا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
ان کے رخ پر رب کا جلوہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
ان کی صورت ان کی سیرت ان کا نقشہ ان کا جلوہ
راہ عمل میں اپنا نمونہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

حضرات! آیئے ہم اور آپ خیالات کے پر لگا کر اڑان بھریں۔ مشرق سے جانب مغرب سمندر پار اڑ چلیں اور اس سرزمین پر نشیمن بنالیں جہاں مسجد نبوی ہے۔ گنبد خضریٰ ہے۔

روضۂ اطہر ہے۔ جالی مبارک ہے۔ بارگاہ رسالت سے نسبت رکھنے والے منبر ومحراب ہیں۔ ریاض الجنت ہے جو عاشقوں کا مرکز عقیدت ہے۔ جہاں کا ذرہ ذرہ خوش قسمت ہے۔ قطرہ قطرہ عظیم المرتبت ہے۔ جس دیار کے چرندو پرند بھی قابل عزت ہیں۔ جہاں کی نورانی فضا صدرشک جنت ہے۔ جہاں کی خاک اہل ایمان کی معراج مسرت ہے۔ جس دربار میں جنید بغدادی اور بایزید بسطامی جیسے مقربان خدا بھی سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ

اے خاک مدینہ تو ہی بتا رکھوں گا بھلا میں کیسے قدم
تو خاک در سرکار کی ہے آنکھوں میں لگائی جاتی ہے

اور مارے ادب واحترام کے اپنی سانس روک کر دربار رسول کی طرف رواں ہوتے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

علامہ آسی غازی پوری جب اس خاک کیمیا اثر پر پہونچتے ہیں تو بول پڑتے ہیں۔

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں کے بل چلنا بھی یہاں بے ادبی ہے

اعلیٰ حضرت جیسا عاشق صادق اس دیار محبت میں پہونچتا ہے تو کہتا ہے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

بیکل اتساہی اس دیار عشق ومحبت کا قصد کرنے والے حجاج کو آگاہ کرتے ہیں۔

یہ مکہ ہے یہاں دیوانگی بھی حسن ایماں ہے
اگر طیبہ میں دامن ہوش کا چھوٹا تو سب چھوٹا

اسی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت ومحبت کا نذرانہ لے کر حاضر ہو رہے ہیں دیوانۂ رسول بزم ہستی کے پھول جناب.........صاحب اس شعر کے ساتھ۔

پھولوں کی ہنسی ہو کہ ستاروں کی ادائیں
سب آپ پہ قربان ہیں تشریف تو لائیں

(۳)

نگار محفل توحید بزم دین و دنیا میں
تری صورت بھی لاثانی تری سیرت بھی لاثانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
لب جبریل ہے تیرے لیے وقف ثنا خوانی

حضرات! اب آیئے دل کے صاف وشفاف آئینہ میں ایسی ذات کا چہرۂ انور دیکھیں جن کے ادنیٰ غلام کے جوتے کا تسمہ بھی تاج میں ٹانکنے کو مل جائے تو ابدی سعادت دارین حاصل ہو جائے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو ہم کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

تو لیجئے ایسی نعت جس سے چہرۂ خیر الوریٰ کی تصویر کشی اور اسوۂ حبیب خدا کی ترجمانی ہو، حب نبی کی کرن پھوٹے گنگنانے کے لیے ایک باوقار مداح رسول کو دعوت سخن دوں۔ نعت رسول پڑھنا جن کا شیوۂ حیات ہے۔ جنہوں نے نعت رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ نعت رسول گنگنانے کو جو اپنے لیے مایۂ ناز اور باعث فخر سمجھتے ہیں اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں۔

الٰہی مجھکو وہ نطق و صدا دے
کہ ہر جا نعت سرور جو سنا دے
مری تحریر کو وہ چاشنی دے
کہ نعت مصطفیٰ میں جو مزا دے

میں عاشق مصطفیٰ غلام غوث ورضا جناب............صاحب سے عرض کروں گا۔

اے باد صبا جھومتی ڈالی کی طرح آ
اس بزم میں آ کیف بلالی کی طرح آ

(۴)

ذہن معطر ہو جاتا ہے نعت نبی جب سنتا ہے
پھول گلاب کا گلشن میں دل کے میرے کھل اٹھتا ہے
روئے منور کی ان کے کیا شان نرالی ہے لوگو!
جو ہی چھپا شرم ہیں کھاتے چاند کا سر جھک جاتا ہے

حضرات! اب پھر نعت نبی سننے کے لیے گوش برآواز ہوجایئے۔ نعت سننا بڑی سعادت کی بات ہے بلکہ نعت سننا سنت رسول ہے اور نعت پڑھنا سنت صحابہ۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوکر عرض کرنے لگے یارسول اللہ! میں نے آپ کی شان میں نعت کے چند اشعار لکھے ہیں اگر اجازت ہو تو سناؤں۔ اللہ کے رسول نے یہ نہیں فرمایا حسان! تم یہ کیا کہہ رہے ہو ارے نعت سننا شرک ہے، نعت سننا بدعت ہے۔ نہیں نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف نعت پڑھنے کی اجازت دی بلکہ حضرت حسان کے لیے مسجد نبوی شریف میں منبر بچھایا اور ارشاد فرمایا۔ حسان! تم اس منبر پر بیٹھ کر مجھے میری نعتیں سناؤ۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ کے حکم کی تعمیل میں مسجد نبوی شریف کے اندر حضور کی موجودگی میں منبر رسول پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار سنائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا "اللّٰھم ایدہ بروح القدس" اے میرے پروردگار! حسان کی روح قدس جبرئیل سے مدد فرما۔

حضرت حساں سے ثابت ہے سنانا نعت کا
اور سننا سید عالم سے نعت پاک مصطفیٰ کا
مسجد نبوی میں منبر ہے بچھا حسان کا

کہ سنائیں مصطفیٰ کو نعت پاک مصطفیٰ

اہل ایماں پھر نہ کیوں کر گنگنائیں نعت پاک

ہے صحابہ کا طریقہ نعت پاک مصطفیٰ

اب آیئے ہم ایک ایسے مداح رسول کو سماعت فرمائیں جس کے کلام میں عشق رسول کا پیغام، حسن عمل کی دعوت، عقیدت کا لون و رنگ اور بادۂ حب نبی کا لطف ہوتا ہے۔ جس کا ہر ہر شعر معنیٰ خیز الفاظ اور سلجھے ہوئے قافیہ و ردیف پر مشتمل ہوا کرتا ہے میری مراد شہنشاہ ترنم و تغزل جناب..........صاحب ہیں۔

لحہ لحہ مرا فردوس بداماں کر دو

آؤ آؤ ادھر آؤ کہ ذرا جی بہلے

فکر و فن روح جگر قلب و نظر ہے زخمی

نعت سرکار سناؤ کہ ذرا جی بہلے

(۵)

چاند شرمندہ ہے ان کا روئے انور دیکھ کر

جھلملاتے ہیں ستارے ذات انور دیکھ کر

وادی مکہ نہیں ہے یہ ہے بطحا کی زمیں

چل سنبھل کر اب ذرا اے قلب مضطر دیکھ کر

حضرات! آپ کی تشنگی بجھانے کے لیے آرہے ہیں ایک ایسے شاعر جو اپنے کلام میں زندگی کی جملہ جد و جہد اور کاوشوں کو مختلف رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ تمام شعرا سے ہٹ کر ان کا ایک الگ انداز ہوتا ہے جو مخصوص لب و لہجہ میں اور بھی خوبصورت لگتا ہے۔ جن کے کلام پر ناقدانہ نگاہ ڈالنے سے رنگ و آہنگ کی ندرت و جدت، موضوعات کا تنوع اور اظہار و بیان کی سلاست، ہر ہر شعر سے صاف جھلکتی نظر آتی ہے۔ سادگی و سلاست، شگفتگی و تابندگی، بے ساختگی و

بے باکی، پرکاری و رعنائی اور صوری و معنوی خوبیاں جیسے محامد و محاسن جن کی شاعری کے خصوصی شناخت نامے ہیں۔ جن کی شاعری کی ایک امتیازی اور انفرادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ موصوف کا ہر شعر تصنع اور بناوٹ سے پاک، آورد سے مبرا، سلاست و روانی، سہل و آسانی، پاکیزہ فکر اور گوناگوں خوبیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ تو لیجئے مذکورہ جملہ خصوصیات کے مالک شاعر با اصول عندلیب رسول جناب..........صاحب سے عرض کریں۔

وہ موسم خزاں ہو کہ رت ہو بہار کی

عادت سی پڑ گئی ہے ترے انتظار کی

اہل محفل منتظر ہیں بس ترے دیدار کے

تو بھی ان کو شادماں کردے حسیں گفتار سے

(۶)

باادب باہوش میرا قلب مضطر ہو گیا

جب نظر میں گنبد خضرا کا منظر ہو گیا

دل جوان کے عشق سے خالی رہا بے دام تھا

جب مئے الفت پیا پاکیزہ گوہر ہو گیا

ہے وظیفہ جن کا روشن نعت خوانیٔ رسول

وہ قریب رحمت ساقیٔ کوثر ہو گیا

حضرات! اصناف شاعری میں نعت ہو یا غزل بہر صورت ہر دو صنف میں عشق کا عنصر اساسی حیثیت رکھتا ہے بغیر عشق فراواں اور دل خوں چکاں کے شاعری نہیں ہو سکتی اور خاص طور سے نعتیہ شاعری کے لیے تو عشق رسالت مآب اور رحمت خدا اور رسول بے حد ضروری ہے۔ قلب شاعر میں عشق رسول کی سرمستیاں اور محبت کی شیرینی و چاشنی جس قدر وافر مقدار میں ہوگی اسی قدر اس کے اشعار میں سوز و گداز، جذب و کیف، سوزش و تڑپ، درد فرقت کی لہر ہجر یار کی بے

چینی، وصال کی لذت آفرینی کا عنصر نمایاں ہوگا نیز عشق کی تیغ آبدار سے شاعر کا دل جس قدر گھائل اور زخمی ہوتا ہے اشعار میں بے خودی کا عنصر اسی قدر نمایاں وممتاز ہوتا ہے۔ اب میں آپ حضرات کے سامنے جس واصف رسول کو پیش کرنے جا رہا ہوں وہ اس جہت اور پہلو سے بہت کامیاب شاعر عشق رسول میں ڈوبا ہوا مداح رسول ہے جس کا دل اپنے محبوب کی محبت کا ایسا اسیر اور قیدی بن گیا ہے کہ ہر وقت اس کے چشم تصور میں محبوب ہی کی ادائیں اور اسی کی یادیں رقصاں رہتی ہیں۔

جو آنکھ شام وسحران کے انتظار میں ہے
تو ان کا جلوہ اسی چشم اشکبار میں ہے
جمال چہرۂ انور دکھا دو بہر خدا
کہ تاب ضبط نہیں قلب بیقرار میں ہے

میں اب بلا تاخیر طوطئ ہندوستاں شاعر خوش بیاں جناب ....صاحب سے گزارش کروں گا۔

ہم نے بصد خلوص پکارا ہے آپ کو
اب دیکھنا ہے کتنی کشش ہے خلوص میں
یہ ساغر رکھ دے ساقی سامنے آ
تری آنکھوں سے پینا چاہتا ہوں

(۷)

جاں ان پہ دیں گے ان سے محبت کریں گے ہم
ہم بے وفا نہیں کہ عداوت کریں گے ہم
جس نے بھلانا ہم کو گوارا نہیں کیا
اس ذات باصفا کی مدحت کریں گے ہم

نعت رسول پاک کے صدقہ میں دیکھنا
حاصل جہاں میں عزت وشہرت کریں گے ہم
اطہر ہمارے جسم میں جب تک رہے گی جاں
حسان باصفا کی اطاعت کریں گے ہم

حضرات! نعتیہ شاعری کے لیے عشق رسول کی شیرینی، حب خدا کی چاشنی، فکر ونظر کی پاکیزگی، حزم واحتیاط کی پاسداری، صدق وصفا کی جلوہ گری، فکر وشعور کی پختگی، علوم قرآن وحدیث سے دلچسپی امر لازم ہے۔ ساتھ ہی ایمان وایقان کی مضبوطی، جذبۂ عشق کی فراوانی، سوز دروں، جذب و کیف، طہارت قلب، اخلاص وادب، فکر ونظر کی وسعت اور خیال کی بلندی از بس ضروری ہے جن کو عمل میں لائے بغیر نعتیہ شاعری کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کے بغیر شاعر کی شاعری شرعی اسقام اور ادبی خامیوں سے پاک ہو سکتی ہے۔ جب کوئی شاعر ان لوازمات کو اپناتا ہے تب کہیں جا کر حضرت حسان بن ثابت کے کلام کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ شیخ سعدی کے والہانہ انداز کا تصور صفحۂ ذہن پر ابھرتا ہے۔ علامہ جامی کی وارفتگئ شوق کی جھلک نظر آتی ہے۔

اب آیئے بلا تاخیر کسی تمہید کے بغیر شاعری کے افق پر ماہ تاباں بن کر ابھرنے والی شخصیت جناب ....صاحب کا کلام ملاحظہ کریں یقیناً آپ کو ان کے کلام سے عقیدت و محبت اور عشق رسول کے چشمے ابلتے نظر آئیں گے میں موصوف سے عرض کروں گا۔

تیرہ وتار فضاؤں میں چراغاں کر دو
دشت وصحرا کی زمیں رشک گلستاں کر دو
مدحت سید عالم کے حسیں پھولوں سے
سب کے اذہان کو تم عطر بداماں کر دو

(۸)

خوبرو دلکش مناظر وادی گلزار ہو
یا کہ حسن وبانکپن سے وصل لالہ زار ہو
کیا بجے آنکھوں میں اس کے جلوہ رنگ جہاں
سامنے نظروں کی جس کے صورت سرکار ہو

اب آیئے ہم اپنے ایک مہمان شاعر اور ہر دل عزیز شخصیت سے درخواست کریں جنھوں نے اپنی خوش اخلاقی، خوش آوازی اور اپنی کوشش ومحنت سے شہرت کی ان بلندیوں کو چھولیا ہے جہاں پہونچ کر کہنا پڑتا ہے۔ ؎

تدبیر کے دست زریں سے تقدیر فروزاں ہوتی ہے
قدرت بھی مدد فرماتی ہے جب کوشش انساں ہوتی ہے

ان اشعار کے ساتھ واصف شاہ ہدیٰ جناب............صاحب مائک پر بارگاہ رسالت میں منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کیلیے۔

سات پردوں میں چھپ نہیں سکتا
ترے اندر کا خوش نما فن کار
یادگاریں منائی جائیں گی
حشر تک یاد آئے گا فن کار
راز ہر سو تلاش جاری ہے
جانے کب سے ہے لاپتہ فن کار

(۹)

زباں پر مومنوں کی جب بھی ذکر تاجدار آئے
تو اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
ابوبکر وعمر عثمان وحیدر باوفا جب ہوں

تو باغ مصطفیٰ میں کیوں نہ پھر باد بہار آئے

حضرات! نعت سننا میرے آقا کی سنت اور نعت پڑھنا صحابہ کی سنت۔ حضرت حسان بن ثابت بارگاہ رسول کے شاعر خاص تھے جنھوں نے متعدد نعتیں حضور کی شان میں لکھیں آپ کے علاوہ چار یار حضور اور دیگر صحابۂ رسول نے بھی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے منظوم خراج پیش کیے۔ عبداللہ بن رواحہ، کعب بن زہیر، حمزہ بن عبدالمطلب، عباس بن مرداس، مالک بن عوف، ابوسفیان بن حارث، حضرت عائشہ، حضرت فاطمہ، حضرت صفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نعت کے اشعار کہے۔ مدینہ کی بچیوں کے یہ اشعار آج بھی عوام وخواص کے زبان زد ہیں۔ ؎

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا   مادعالله داع

حقیقت سے آشنائی کے لئے دنیائے سنیت کے مشہور قلم کار علامہ یٰسین اختر مصباحی کی عربی تالیف ''المدیح النبوی'' کا مطالعہ کریجیے جس میں متعدد صحابہ اور بعد کے شعرا کے منظوم کلام بدربار خیر الانام لکھے گئے ہیں۔

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ تبوک سے واپسی کے موقع پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ''ائذن لی ان امتدحک'' اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی شان میں نعت کے اشعار کہوں۔ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا ''قل لا یفضض اللّٰہ فاک'' چچا جان کہیے جو آپ کو کہنا ہو اللہ آپ کے منہ کو سلامت رکھے۔ یہ روایت مواہب لدنیہ میں موجود ہے۔ مبارک ہو حضور کے نعت خوانوں کو کہ رسول اللہ نے ان کے منہ کی سلامتی کی دعا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین نعت کے منہ کالے اور ٹیڑھے ہی نظر آتے ہیں۔ ؎

منکرین نعت ہیں کالے سیہ

ان کے چہرے ہیں سیہ اور دل سیہ

اور ہم رضوی سنیوں اور بریلی شیروں کا عقیدہ ہے۔ کہ ۔

نعت گوئی بندگی کا گو ہے فرض اولیں
نعت گو شاعر کے چہرے پر خدا کا نور ہے

اب آیئے بلاتاخیر میں بلبل چمنستان رسالت جناب............صاحب سے عرض کروں۔

آج وہ پھول کھلا دے مرے ویرانے میں
جس کی خوشبو سے معطر ہے بہاروں کا دماغ
نغمۂ نعت نبی پر سوز ترنم میں پڑھو
کوچۂ یار میں ہم سب کا پہونچ جائے دماغ

(۱۰)

آج کس درجہ بلندی پہ ہے قسمت میری
ان کی توصیف پہ مائل ہے طبیعت میری
گوندھ لایا ہوں میں الفاظ کے گلہائے حسیں
کر لو مقبول شہا نذر عقیدت میری

حضرات! آیئے ہم پھر اس پیغمبر اسلام، محسن انسانیت، معلم کائنات کی بارگاہ بیکس پناہ میں عقیدت ومحبت کا منظوم خراج پیش کریں۔ جس کے چشمۂ حیات سے گلشن انسانیت نے زندگی پائی۔ جس کے بحر رسالت سے پوری کائنات سیراب ہوئی۔ جس کے فیضان نور سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ منور ہوا۔ جس کے وجود مسعود کی بدولت ماسوا اللہ ہر شئی نے وجود پایا۔ جس کی بعثت کے طفیل گیتی ہستی نے کفر وشرک جیسے خطرناک طوفان سے نجات حاصل کی۔ جس کے فیض نبوت سے ساری کائنات فیض یاب ہوئی۔ جس کے در اقدس سے ہر کس وناکس نے اپنے دامن مراد کو بھرا۔ جس کی ایک کیمیا اثر نظر نے کائنات کی کایا پلٹ دی۔ جس کی نگاہ التفات نے دنیا کے اندر

انقلاب عظیم برپا کردیا۔

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو زندہ کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

نعت رسول اور عقیدت کے پھول پیش کرنے کے لیے رونق بزم نعت جناب.........
صاحب سے عرض کروں گا۔

دیار عشق کو آباد کردو اپنے قدموں سے
تمہیں دل میں بسایا ہے نہ جانے کتنے ارماں سے
نبی کی نعت کا تحفہ لیے جب آؤ گے
تو عشاق نبی دیں گے دعا تم کو دل و جاں سے

(۱۱)

ہمنشیں کچھ کردیار ساقئ کوثر کی بات
دل کو کچھ بھاتی نہیں دنیائے شوروشر کی بات
سب کلام حق ہے وہ قرآن ہو یا ہو حدیث
درحقیقت ہے خدا کی بات پیغمبر کی بات

حضرات! اب آیئے پھر ہم نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے فکر وشعور کو بقعۂ نور بنائیں اور نعتیہ شاعری سننے کے لیے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ گوش ہوش سے بیدار ہوجائیں۔

حضرات! نعتیہ شاعری کوئی آسان کام نہیں۔ نعت گوئی بڑا مشکل فن ہے کیونکہ اس میں شان الوہیت اور عظمت رسالت کی پاسداری کا ہر لحظہ خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی

سے ایمان وعقیدہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔نعتیہ شاعری کے لیے ریاضت نہیں بلکہ عبادت کی ضرورت پڑتی ہے۔اس میدان میں شاعرفن کار نہیں بلکہ غلام احمد مختار بن کر آتا ہے۔نعتیہ شاعری کی راہ تلوار سے زیادہ باریک ہے۔اسی لیے نعت گو احتیاط کی چھلنی میں چھان کر اور عقیدت کے چولہے پر ڈال کر عشق ومحبت کی آنچ دے کر کوئی شعر کہتا ہے۔ ؎

نعت شہ کونین کا لکھنا نہیں آساں
لغزش ہو تو ایمان کے جانے کا خطرہ ہے

روح پرور نعت پیش کرنے کے لیے شعاع شمع شبستان رسالت جناب .... صاحب سے عرض کروں گا۔ ؎

اب ہجر مسلسل سے مرا حال برا ہے
آجاؤ کہ ہر لمحہ قیامت کی گھڑی ہے
سرکار کی محفل میں ذرا نعت سنا دے
تو واصف سرکار ہے مداح نبی ہے

(۱۲)

نہ کلیم کا تصور نہ خیال طور سینا
مری آرزو محمد مری جستجو مدینہ
میں گدائے مصطفیٰ ہوں مری عظمتیں نہ پوچھو
مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آگیا پسینہ

حضرات! اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو پھر وہیں لے چلوں جو میرے نبی کا دیار ہے۔طیبہ کی گلیاں۔مدینہ کے کوچہ و بازار۔مسجد نبوی کے در و دیوار۔گنبد خضریٰ کا حسین منظر روضۂ اطہر کی نورانی جالی اور دربار رسول کا پاکیزہ تذکرہ، ملائکہ مقربین کا ایمانی ترانہ ایک بہترین نعت رسول کی شکل میں آپ کی سماعتوں کے حوالے کر رہا ہوں۔محفل نور میں نئی روح

پھونکنے والی آواز کا مالک اور مسکراہٹ آمیز ہونٹوں سے پیارے رسول کی نعت پڑھ کر بجلی گرانے والے منفرد شاعر کو آپ کی بارگاہ محبت میں پیش کروں جن کی آواز ہم کو اس وقت تک جگاتی رہے گی جب تک مترنم آواز کا جادو ہماری سماعتوں کو مسحور کرتا رہے گا۔موصوف کی آواز کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔

روح کا ساز چھیڑ جاتی ہے
دل کی رگ رگ میں گنگناتی ہے
صرف لہجہ نہیں ترنم خیز
ان کی خاموشی دل لبھاتی ہے

میں بڑے خلوص ومحبت کے ساتھ زینت بزم نعت جناب ....صاحب کی بارگاہ میں عریضہ پیش کروں گا۔

روح اس دیش میں عرفان کی پیاسی ہے بہت
نعت سرکار سناؤ کہ اداسی ہے بہت
آپ چاہیں تو ابھی چاکئی داماں ہو رفو
بدر نے ہاتھوں سے اپنے تو شہا پی ہے بہت

مائک پر جناب..................صاحب

(۱۳)

نظر نظر میں ہے ان کا جلوہ نفس نفس میں ہے ان کی خوشبو
کتاب دل کے ورق ورق پر ہے نام روشن حضور ہی کا
حبیب رب کی ثنا مبارک قبول رب ہے دعا مبارک
کرم ہے آقا کا ورنہ دعویٰ کہاں ہے اپنی سخنوری کا
وہ جن کے لطف وکرم سے ہرسو چمن میں گل مسکرا رہے ہیں

انہیں کا فیضان ہے کہ مقبول ہے سخن ناز قادری کا

حضرات! اب آیئے اپنے دیار کے ایسے شاعر سے گزارش کروں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ جن کا کلام اکثر و بیشتر سننے کو ملتا رہتا ہے جو اپنے میدان میں ایک منفرد شخصیت کے مالک ہیں جن کی اپنی ایک شناخت ہے۔ جو عوامی سطح پر دلوں کو جیت لینے والے کامیاب شاعر اور خواص کی نظروں میں ایک پرگو قادر الکلام ماہر سخن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میری مراد شہنشاہ ترنم و تفکر جناب.........صاحب قبلہ ہیں۔ میں ان سے التماس کروں گا کہ ڈائس پر تشریف لا کر اپنے کلام سے سامعین کو نوازیں۔ ان کی بارگاہ میں یہ اشعار نذر ہیں۔ ؎

چھیڑو چھیڑو محفل میلاد میں نغمہ کوئی
جھوم کر تم گنگناؤ عشق کا نغمہ کوئی
وجد میں کہتے رہو میرے شہا! میرے نبی
ہو قبول نعت گوئی عشق کا نغمہ کوئی

(۱۴)

نکہتوں سے فضا ساری معمور ہے جس طرف دیکھئے نور ہی نور ہے
قدسیوں سے بہر سمت محصور ہے کیسی محفل ہے کس کا یہ مذکور ہے
نعت ہیں آسمانی کتابیں سبھی سارا قرآن ہے نعت میں آپ کی
خود خدا ہی جب ہو نعت خوان نبی نعت خوانی کرے کس کا مقدور ہے

حضرات! آیئے پھر نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیں اور اپنے سرکار کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول بشکل نعت رسول پیش کر کے اپنی دنیا و آخرت کو جلا بخشیں نیز بزرگان دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنتوں پر عمل کرنے کا موقع ہاتھوں سے نہ جانے دیں کیونکہ یہ محفل رسول ہے جس کا مقصد حضور کی عظمت و رفعت اور ان کی شان و شوکت بیان کرنا ہے۔ نعت وہ طریقہ ہے جس کو اپنا دستور بنا کر ہمارے اسلاف نے اپنے ممدوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و

رفعت کے گیت گائے ہیں۔ بڑے بڑے اولیائے کرام اور صحابۂ عظام نعت خوانی میں رطب اللسان رہے۔ صدیق اکبر، فاروق اعظم، امام اعظم، غوث اعظم، شیخ سعدی، مولانا جامی، مولانا رومی، مولانا کافی، عرفی، قدسی، خسرو، اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، محدث اعظم ان سب بزرگوں نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں۔ سنیں اور سنائیں۔ گویا سبھی حضور کے نعت خواں ہیں اور جو حضور کا نعت خواں نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ حضور کی نعت مسلمانوں کے لیے ایک نعمت ہے۔ بزرگو! دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں نعت رسول پڑھتے رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین اور نعت رسول پڑھتے ہوئے ہی ہمارا دم نکلے۔ ثم آمین ؎

بشیر ان کی ثنا کرتے ہوئے گر تیرا دم نکلے
فرشتے غسل دیں لاشے کو تیرے آپ زم زم سے

اب آیئے ایمان کو تازہ کرنے کے لیے جان ایمان کا ترانہ مترنم مداح نبی جناب...... صاحب سے سماعت فرمائیں اور اپنے زنگ آلود دلوں کو نعت رسول کی برکتوں سے مجلیٰ و مصفیٰ کریں میں عرض کروں گا کہ ؎

آجا ترے بغیر مرا دل ہے بے قرار
آنکھیں ہیں تیرے ہجر میں دن رات اشکبار
تیری ہی آرزو ہے فقط تیرا انتظار
آجا کہ پاش ہو گیا ہے ضبط اختیار

(۱۵)

انہیں کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہیں کی مدح و ثنا کے غنچے صحن میں گلشن کے کھل رہے ہیں
انہیں کے چرچے یہاں وہاں ہیں زبان عالم ہے نعت ان کی

حضرات! خالق کائنات کے بعد اگر کوئی سب سے زیادہ تعریف و توصیف اور مدح وستائش کے قابل ذات ہے تو وہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات ہے اور یہ حقیقت ہے کہ خداوند قدوس کے بعد جتنی تعریف میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی کسی اور کی نہیں ہوئی۔ فرش سے لے کر عرش تک۔ زمین سے لے کر آسمان تک کائنات کے ذرے ذرے نے آپ کی مدحت کا خطبہ پڑھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیا خوب کہتے ہیں کہ۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

حضرات! اگر ہمارے حضور کی تعریف و توصیف لکھی جائے تو سمندر کا پانی سیاہی بنانے اور درخت کی شاخیں قلم بنانے میں ختم ہوسکتی ہیں لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ تعریف نہیں لکھی جاسکتی اسی لیے شاعر کہتا ہے۔

قلم اشجار ہوں سارے سمندر روشنائی ہوں
مکمل ہو نہیں سکتی مگر سیرت محمد کی

ایک اور شاعر نے یوں نغمہ سرائی کی۔

ساری دنیا کے درختوں کا قلم ہوجائے
اور جتنا بھی سمندر ہے سیاہی ہوجائے
پھر بھی ممکن نہیں توصیف رسول اکرم
کیوں نہ مصروف عمل ساری خدائی ہوجائے

یوں تو میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف وسعت انسانی سے باہر ہے لیکن پھر بھی ان کے غلام عقیدت کے نذرانے اس امید پر ان کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں کہ

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

اسی رسول معظم کی بارگاہ ناز میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے میں غلام بدرالدجیٰ عاشق خیرالوریٰ جناب..........صاحب سے عرض کروں گا۔

آتشنگی رنداں کو بجھانے کے لیے آ
سرکار کی اک نعت سنانے کے لیے آ
شمس و قمر کی مشک و عنبر کی بات چھوڑ
سرکار کی بس نعت سنانے کے لیے آ

(۱۶)

زندگی میں بھی گزاروں ان کے در کے سامنے
یا خدا نکلے یہ دم ان کی نظر کے سامنے
اے فرشتو! جانتا ہوں قابل بخشش نہیں
پہلے مجھ کو لے چلو خیر البشر کے سامنے
حشر میں عصیاں کے داغوں سے بھرا دامن لیے
کیا ہٹایا جاؤں گا ان کی نظر کے سامنے

حضرات! اب جلسے کے حسن کو مزید بڑھانے کے لیے ایک اچھی شاعری۔ پیارا انداز۔ کوثر و تسنیم میں دھلا ہوا کلام ایک باشعور شاعر اسلام کی زبان عطر نشان سے سماعت کرنے کے لیے تیار ہوجایئے۔ اپنے کلام سے سامعین کو نوازنے والے میٹھی اور شیریں آواز سے دل جیت لینے والے اپنے نرالے طرز سے جلسے کو زندگی اور اہل جلسہ میں شگفتگی پیدا کرنے والے مداح رسول جناب..........صاحب سے میں التجا کروں گا۔

بزم نبی میں نعت سناؤ تو بات ہو
عشق و وفا میں بات بناؤ تو بات ہو
جشن نبی میں حسن محبت کی چاندنی

اے دوست آج رات لٹاؤ تو بات ہو

(۱۷)

ترے نام پاک کی خوبیاں کسے تاب ہے جو کرے بیاں
ہے تری ثنا میں ہر اک زباں نہیں آدمی جو مکر گیا
نہیں غیر سے واسطہ نہیں اور کوئی بھی راستہ نہیں
ترا ذکر ہے مری زندگی میں جہاں گیا میں جدھر گیا

حضرات! اب آیئے نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محظوظ ہوں نعت کیا ہے؟ نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف وتعریف کا ایک ذریعہ ہے۔ نعت مدحت پیمبر کا ایک طریقہ ہے۔ نعت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا کا ایک وسیلہ ہے۔ جس کے واسطے نعت گو اور عاشق رسول اپنی زبان کو مطہر ومشرف کرتا ہے۔ جس کی روحانی تاثیرات سے اپنے دل ودماغ کو معطر کرتا ہے۔ نعت کے ممدوح کی وہ ذات مقدس ہے جس کا نام لینا بھی بے ادبی ہے۔ محمد وہ نام معظم ہے جس کو لینے سے پہلے چاہئے کہ بندہ خود کو جتنا پاکیزہ اور ستھرا کرلے پھر بھی ہماری زبان اس قابل نہیں کہ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان پر لایا جاسکے۔ یہ تو رب کریم کا کرم ہے کہ اپنے محبوب کے نام پاک کو زبان پر لانے کی اجازت دیدی ورنہ ہماری حقیقت ہی کیا تھی۔ ملا جامی جیسے بزرگ نے بھی اپنی مجبوریوں کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

اسی شعر کا ترجمہ ایک اردو شاعر نے کچھ اضافہ کے ساتھ اس طرح کیا ہے۔

ہزار بار بھی دھولوں گلاب ومشک سے میں
میری زباں کہاں تیرا نام پاک کہاں
بہت ہے دل میں تمنا کہ اڑ کے جا پہونچوں

ترا دیار کہاں اور مشت خاک کہاں

اب آیئے بلا تمہید و تعارف نعت نبی گنگنانے کے لیے مداح عالی وقار جناب..........صاحب سے عرض کروں۔

چھیڑو اجمل ذرا نغمۂ نو کوئی
گنگنائے فضا جھوم اٹھے ہر کلی
کہہ رہے ہیں یہی اہل محفل سبھی
تم کو نعتیں سنائے بہت دن ہوئے

(۱۸)

دھوم ہے شاعر شیریں کو بلایا جائے
عشق وعرفان کا نغمہ کوئی گایا جائے
مدحت سید عالم کی حسیں محفل میں
نغمۂ نعت نبی سب کو سنایا جائے

حضرات! میں آپ کی بے چینی اور بے قراری کو دیکھتے ہوئے محسوس کر رہا ہوں کہ آپ اپنے دل ودماغ کو ایک نئی نعت سے آشنا کرنے کے خواہش مند نظر آرہے ہیں۔ آپ کی اضطرابی کیفیت اس بات کی غماز ہے کہ کوئی شاعر نغمہ گر ہادی انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیۂ نعت پیش کرنے کے لیے تشریف لائے تو آیئے اب میں ایک ایسے شاعر کو دعوت دوں جن کی شاعرانہ شخصیت محتاج تعارف وبیان نہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں جن کی شاعرانہ عظمت کی دھوم مچی ہوئی ہے میری مراد آبروئے شعر وسخن جناب..............صاحب ہیں۔ میں موصوف سے عرض کروں گا۔

بھیڑ پروانوں کی ہے اسٹیج کے قریب
عاشق فخر رسولاں آیئے آجایئے

آپ کی آمد سے ہے پورا محلّہ مشکبار
گل فشاں وگل بداماں آیئے آجایئے
واصف شاہ ہدیٰ سننے کو دل ہے بیقرار
مصطفیٰ کے مدح خواں آیئے آجایئے

(۱۹)

رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیا تم ہو
کہاں ممکن تمہاری نعت ہم سے مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

حضرات! ماضی کی پگڈنڈی پر تصورات کے سہارے میں آپ حضرات کو اس دیار میں لے جانا چاہتا ہوں جہاں چاروں طرف قال اللہ وقال الرسول کا نور بکھرا ہوا ہے۔ جہاں کی فضا خدائے ذوالجلال کی حمد وثنا سے لبریز ہے۔ جہاں کا گوشہ گوشہ نورانیت کا لہلہاتا ہوا باغ ہے۔ جہاں کے ذرے ذرے سے نعت رسول اور مدحت پیمبر کی کرن پھوٹ رہی ہے۔ جہاں پر عشق و عرفان اور عقیدت ومحبت کا دائمی چشمۂ تر جاری ہے۔ جہاں شان کبریائی کا مظہر اتم ہے۔ جن کی شخصیت پوری دنیا کے لیے مشعل راہ ہے۔ جن کی ذات سے متاثر متعصب مورخین بھی ہیں۔ جن کی امانت ودیانت کے دعویدار غیر مسلم متشددین بھی ہیں۔ جن کی حقانیت وصداقت کے معترف بشپ آف لاگوس، جارج برناڈ شا، رابندر ناتھ ٹیگور اور گاندھی جیسے غیر مسلمین بھی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس کا مداح اللہ جل جلالہٗ بھی ہے۔ جس کا ثنا خواں قرآن حکیم بھی ہے ان کی عظمت ورفعت اور شان وشوکت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے فصاحت وبلاغت کے تاجدار جب ان کی تعریف وتوصیف پر آتے ہیں تو مجبور ہو جاتے ہیں کہ۔

جرأت مدح نبی کر تو رہا ہوں لیکن

حرف اظہار میں تاثیر کہاں سے لاؤں
پیکر نور کو الفاظ میں ڈھالوں کیسے
حرف قرآن کی تفسیر کہاں سے لاؤں

اسی عظیم الشان شخصیت کی بارگاہ ناز میں عقیدت کا منظوم خراج پیش کرنے کے لیے میں بہار گلشن مدحت پیمبر جناب..........صاحب سے عرض کروں گا۔

جسے سن کر بہار آئے جہان دین وایماں میں
سنا تو شوق سے دنیا کو پھر وہ داستاں ساقی
ترے بادہ کشوں کے خون سے ہیں محفلیں رنگیں
تری بے اعتنائی کا ہے منظر خوں فشاں ساقی

(۲۰)

صرف میرا ہی نہیں سب کا یہی کہنا ہے
بزم سرکار میں شاعر کا سخن اور چلے
ایک بار اور چلے اور چلے اور چلے
نعتیہ دور چلے دور چلے دور چلے

حضرات! آج کل شعر وشاعری کا بڑا چرچا اور رواج ہے لیکن شاعری کوئی بہت اچھی چیز نہیں اور بذاتہ بری شئی بھی نہیں۔ اگر شاعری کا موضوع اچھا ہو تو اچھی ہے اور برا ہو تو بری ہے گویا شاعری ایک جام ہے جس میں شراب ڈالیں تو ناپاک ہے اور دودھ ڈالیں تو پاک۔

حضرات! آج کل جو شاعری چل رہی ہے جس میں گل وبلبل کی تعریف، ہجر ووصال کے جھوٹے قصے اور مبالغہ آمیز دعاوی بطور خاص پائے جاتے ہیں اور یقیناً یہ شاعری بری شاعری ہے جسے اس مقدس اسٹیج کی اصطلاح میں مذموم شاعری کہا جاتا ہے۔

کچھ وہ شاعری ہے جو اہل ایمان کے لیے باعث صد سرور اور نزول رحمت ونور کا سبب

ہے۔جس کو ہماری اصطلاح میں محمود شاعری یا نعت رسول کہتے ہیں یہاں میں مذموم شاعری اور محمود شاعری کی ایک مثال آپ حضرات کے سامنے رکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں ملاحظہ ہو مذموم شاعری۔مشاعرہ میں ایک شاعر صاحب اٹھے اور انہوں نے کہا۔ ؎

ہم رونے پہ آجائیں تو دریا ہی بہادیں
شبنم کی طرح ہمیں رونا نہیں آتا

دوسرے صاحب اٹھے اور انہوں نے کہا۔ ؎

رات کو رویا ہوں میں اس قدر ہجر یار میں
سو سمندر نو سو نالے لاکھ ندیاں بہہ گئیں

ایک اور صاحب اٹھے اور انہوں نے تو حد ہی کر دی۔ ؎

رونے پہ باندھ لے جو مری چشم تر کمر
کیسی زمیں فلک پہ ہو پانی کمر کمر

معاذ اللہ شاعر صاحب کے رونے کے سامنے طوفان نوح بھی فیل ہو گیا کیونکہ طوفان نوح صرف زمین ہی پر آیا تھا اور شاعر صاحب رو دیں تو آسمان پر بھی کمر کمر بھر پانی لگ جائے۔اسی شاعری کے متعلق حالی نے کہا تھا ع

جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

مسلمانو!ایک وہ شاعری ہے۔جس کا موضوع نعت رسول ہے وہ شاعری محمود ہے۔جس کے علمبردار ان شاء اللہ حضرت حسان کے زیر علم جنت کی سیر کریں گے۔ ملاحظہ ہو وہ مبارک شاعری بھی جس کا ایک ہی شعر پڑھتے ہوئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں یہ دیکھئے اعلیٰ حضرت اپنے قصیدہ نوریہ میں فرماتے ہیں۔ ؎

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

مولانا اسیر بدایونی نے اعلیٰ حضرت کی پیروی کی اور کہا۔ ؎

مرحبا آیا عجب موسم سہانا نور کا
بلبلیں پڑھتی ہیں گلشن میں ترانہ نور کا

ایک اور شاعر نے یوں اتباع کی۔ ؎

مرحبا کیا خوب آیا ہے زمانہ نور کا
ہیں لگاتیں بلبلیں خوش ہو کے نعرہ نور کا

اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ ؎

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

حضرت بدایونی نے فرمایا۔ ؎

آگیا ریش مبارک پر پسینہ نور کا
نور کے خوشے میں ہے ہر دانہ دانہ نور کا

ایک اور شاعر نے یوں کہا۔ ؎

ہو مبارک جسم پر ڈھلکا پسینہ نور کا
تشنگان شوق کر لو خوب ساماں نور کا

اسی مبارک ومسعود اور محمود ومقبول شاعری کو سننے کے لیے تیار ہو جایئے میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ طالب شعاع نور نبوت جناب..........صاحب سے عرض کروں گا۔ ؎

مدحت سرکار میں پڑھ دو ترانہ نور کا
وجد میں آجائے ہر اک دیوانہ نور کا
ان کا خیال ان کی طلب ان کی جستجو
اب اور زندگی کے مشاغل نہیں رہے

تقریر وخطابت

(۱)

داغہائے عشق احمد کا کرشمہ دیکھیے

قبر میں جاتے ہی سب کے سب چراغاں ہوگئے

جب تبسم ریزان کے لب ہوئے تو جابجا

گل بنے گوہر بنے لعل بدخشاں ہوگئے

حضرات! ابھی تک تلاوت کلام مجید اور نعت رسول کریم کا دور چل رہا تھا اب آیئے تقریر وخطابت کے میدان میں قدم رکھیں کیوں کہ نعت اور تقریر کے درمیان بڑا گہرا ربط و تعلق ہے نعت کے بغیر تقریر ایک ایسا کاغذ کا پھول ہے جس میں خوشبو نہیں یا ایک ایسا کھانا ہے جس میں نمک نہیں۔ نعت تلوار ہے تو تقریر اس کی دھار، نعت شعلہ ہے تو تقریر اس کی آنچ، نعت گلستاں ہے تو تقریر اس کا گل، نعت کلی ہے تو تقریر اس کی مہک، نعت سورج ہے تو تقریر اس کی کرن، نعت فلک ہے تو تقریر مہہ وانجم، نعت بادل ہے تو تقریر اس کی گرج، نعت بجلی ہے تو تقریر اس کی چمک، نعت چمن ہے تو تقریر اس کے پھول، نعت پھول ہے تو تقریر اس کی پتیاں، نعت پتیاں ہیں تو تقریر اس پر بکھرنے والی شبنم ان ہی اشیاء پر چمن کا حسن نکھرتا اور برقرار رہتا ہے لہٰذا اس مستحکم رشتہ کو برقرار رکھتے ہوئے تقریر کے لیے میں آبروئے بزم خطابت خطیب اہل سنت حضرت مولانا.........صاحب قبلہ کو ان اشعار کے ساتھ کرسئ خطابت پر دعوت دے رہا ہوں۔ ؎

یہ کون آیا یہ کس کے قدم کی آہٹ ہے

ہر ایک سمت ستاروں کی جگمگاہٹ ہے

خزاں کا دور گیا موسم بہار آیا

نسیم صبح کی کیسی یہ سرسراہٹ ہے

(۲)

مقام محمود ان کا منصب زمین وافلاک انہیں کے ہیں سب

کمال آقا ہے در حقیقت عروج و اعزاز آدمی کا

انہیں کی خاطر وجود گیتی انہیں کے دم سے نمود ہستی

وہی ہیں آئین بندگی کا وہی ہیں دستور زندگی کا

حضرات! آیئے پھر آئین ودستور کے مطابق نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریر کی دنیا میں قدم رکھیں اور دلوں کو جگا دینے والی تقریر سے اپنے قلوب واذہان کو روشن ومنور کریں۔ میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ دست بستہ استاذ العلماء سراج الخطبا حضرت.........صاحب کی بارگاہ ذرہ نواز میں عرض کروں گا کہ حضور والا مائک پر تشریف لائیں لیکن حضرت کی آمد سے قبل اپنے فریضہ نظامت کی بجا آوری کے طور پر کہوں گا کہ جس طرح چاند اور اس کی صاف و شفاف چاندنی کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ جس طرح آسمان پر مسکراتے ہوئے ستاروں کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سمندر کے پراسرار سکوت اور اس کی گہرائی وگیرائی کے تعارف کی ضرورت نہیں ایسے ہی کچھ ممتاز شخصیتیں ہوتی ہیں۔ کچھ نمایاں چہرے ہوتے ہیں جن کے تعارف کی قطعاً حاجت وضرورت نہیں ہوتی حضرت..........کی ذات بھی ایسی ہی شخصیت کی حامل ہے جس کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ موصوف اپنے علم وعمل، فضل وکمال، زہد وتقویٰ اور اپنی علمی ودینی خدمات کی بدولت عوام وخواص کے درمیان اس طرح متعارف ہیں کہ ان کا تعارف کرانا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اب میں بلا تاخیر حضور والا کی بارگاہ میں گزارش کروں گا۔ ؎

کمال علم و حکمت کا ملا گلزار ہے سب کو

عقیدت آپ سے رکھتے ہیں ہم اقرار ہے سب کو
چمن کے ہر شگفتہ گل سے جیسے پیار ہے سب کو
سر محفل خطابت آپ کی درکار ہے سب کو

(۳)

دیر سے نور چلا یوں کہ حرم تک پہونچا
سلسلہ میرے گناہوں کا کرم تک پہونچا
تری معراج محمد تو خدا ہی جانے
مری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہونچا

حضرات! اب آیئے تقریر کے میدان میں چلیں۔ تقریر اپنی باتوں کو دوسروں تک پہونچانے کا ایک موثر ترین ذریعہ ہے۔ تقریر کے ذریعہ ہم اپنے مافی الضمیر کو بخوبی دوسروں کے گوش گزار کر سکتے ہیں۔ تقریر و خطابت اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تعمیر ملت کا قوی ترین آلہ ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و رسل کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے اپنا ذریعہ تبلیغ و ترسیل تقریر ہی کو بنایا۔ ہر زمانے کے اولیائے کبار بزرگان عظام اور دیگر باعظمت و مقدس ہستیاں خلق خدا کی رہبری اور بنی نوع انسان کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی جن کا شیوۂ حیات اور مقصد زندگی تھا ان بزرگوں نے بھی خطاب اور تقریر کو ذریعۂ رشد و ہدایت اور وسیلۂ رہنمائی قرار دیا۔

لہٰذا اس مستحکم ذریعہ کو برقرار رکھتے ہوئے میں اب کرسی خطابت پر ایک ایسے خطیب ذیشان کو دعوت خطابت دینے جا رہا ہوں جو اپنا خطاب سامعین کے ذہن کو دیکھ کر ایسے مسجع مقفع الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ مخاطب کے دل پر جیت کا خیمہ نصب کر دیتے ہیں۔ نپے تلے مختصر اور عام فہم الفاظ میں اپنے مقصد کو سامعین کے سامنے پیش کر دینا جن کا طرۂ امتیاز ہے۔ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل و مباحث کے بیان میں کسی طرح کا تذبذب اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ مزید براں ان کی وسعت معلومات سونے پر سہاگہ کا کام کرتی ہے میری مراد آبروئے مسند خطابت

شہنشاہ فکر و تدبر حضرت............صاحب قبلہ ہیں۔ میں موصوف کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔ ؎

دل کے احساس کو لفظوں کا سمندر دیدو
پھول کے ہاتھ میں جذبات کا خنجر دیدو
شیشۂ دل کی تمنا کا بھرم رکھنا ہے
جو ہر عشق و وفا یا کوئی پتھر دیدو

(۴)

آنکھ سے آنسو نہیں بہتے ہیں دل ٹوٹے بغیر
بن جلائے آگ دنیا میں دھواں ہوتا نہیں
چند تنکے ہی سہی لیکن مہیا تو کرو
صرف کہنے سے تو کوئی آشیاں بنتا نہیں

حضرات! اب آیئے ایک بہترین تقریر، عمدہ خطابت اور اچھا وعظ سننے کے لیے گوش بر آواز ہو جایئے۔ میں آپ حضرات کے دیار عشق و محبت میں ایک ایسے دلنواز خطیب کو دعوت سخن دینے جا رہا ہوں جن کی ذات وعظ و خطابت، علم و عمل، عقل و دانش، فضل و کمال، فکر و نظر، صلاح و اصلاح، تبلیغ و ارشاد، شجاعت و بہادری کا ایک حسین سنگم ہے۔ جنہوں نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ جن کا علمی تبحر اور فکر کی گہرائی مسلم ہے۔ جو بہت سے ادق اور پیچیدہ مسائل چٹکیوں سے حل کر دیتے ہیں۔ غرض کہ آپ علم و حکمت کے نیر تاباں اور راہ معرفت و صداقت کے روشن ستارے ہیں۔ میری مراد نیر فلک خطابت نازش علم و فن حضرت............ صاحب قبلہ ہیں۔ میں بڑے ہی خلوص و عقیدت کے ساتھ حضور والا سے ان اشعار کے ساتھ گزارش کروں گا کہ کرسئ خطابت پر جلوہ بار ہو کر معاشرہ کے اندر پھیلی ہوئی برائیوں کے انسداد اور قلوب مسلمین میں خدا اورسول کی اطاعت و فرمانبرداری کا سامان پیدا کریں۔ ؎

بارش نور و نکہت ہے آجایئے

بزم سرکار رحمت ہے آجایئے
سیرت شاہ طیبہ کی شمع لیے
آپ ہی کی ضرورت ہے آجایئے

(۵)

دل کو تری تلاش تری جستجو تو ہے
ملنا ترا کٹھن ہے مگر آرزو تو ہے
مرجھا گیا ہے شوق محبت تو کیا ہوا
باقی مرے جگر میں ابھی تک لہو تو ہے
زاہد تمہارا طنز غلط رند مست پر
مستی میں گر پڑا ہے مگر قبلہ رو تو ہے

حضرات! اب جگر تھام کر بیٹھیں۔ اپنے ذہن و دماغ کو متوجہ کریں۔ قلب و دل کو ملتفت کریں۔ بزم خطابت میں ہلچل مچادینے والے خطیب کو میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے جارہا ہوں جن کی خطابت کا شہرہ یوپی و بہار ہی تک محدود نہیں ایم پی و مہاراشٹر تک ہی منحصر نہیں بلکہ ان کے ذیشان وعظ کا ڈنکا بنگال کی کھاڑی سے لے کر کشمیر کی وادی تک بج رہا ہے۔ جن کا خطاب حجت قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے بھرپور ہوتا ہے۔ جن کا انداز بیان دل کو فرحت و سرور بخشتا ہے۔ جن کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سامعین کے قلوب واذہان میں محبت رسول کا ساغر اور خلوص واعتقاد کا گوہر بن کر رگ رگ میں پیوست ہوجاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہم حضرت کی زبانی ایسی فصیح وبلیغ اور نور وعرفان بھری تقریر سماعت فرمائیں گے جو ہمیں بہت کم سننے کو ملتی ہے۔ یہ تو حضرت کا کرم ہے کہ ہمیں اپنی زیارت سے نواز رہے ہیں اور ان شاء اللہ اپنی سحر بیانی سے ہم کو سرفراز فرمائیں گے۔ اب میں بلاتاخیر فصیح اللسان بلیغ البیان حضرت..........صاحب قبلہ سے عرض کروں گا۔

سن کے آیا تری دریادلی اے ساقی
شدت تشنہ لبی تجھ سے سمندر مانگے
رخ زیبا کی ترے کرتو رہا ہوں زیارت
دامن شوق مرا وعظ کے گوہر مانگے

(۶)

یہ بزم مئے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے
بہت سنجیدگی بھی چوس لیتی ہے لہو دل کا
اسی خاطر تو ہم زندہ دلی کو پیار کرتے ہیں

حضرات! قابل مبارک باد ہیں آپ لوگ کہ اس نور ونکہت بھری بزم اور انوار وبرکات سے مملو انجمن میں شریک ہوئے لیکن میری آپ سے ایک مؤدبانہ شکایت یہ ہے کہ جب ہمارا کوئی مہمان خطیب یا مداح رسول بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کی درخواست کرتا ہے تو آپ حضرات یا تو بالکل خاموش رہتے ہیں یا پڑھتے بھی ہیں تو انتہائی جذبہ وشوق کے ساتھ نہیں۔

مسلمانو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس کے پاس محبوب خدا کا ذکر ہوا اور وہ ان پر درود وسلام نہ پڑھے وہ قابل مذمت ہے حضور نے اسے کنجوس کہا چنانچہ فرمایا "البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی" وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اور جو درود پڑھتا ہے اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس کو خوب سراہا گیا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔ "جس نے ایک مرتبہ درود پڑھا اس پر اللہ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس کے دس گناہ مٹادیے جاتے ہیں۔ اس کے دس درجات بلند کردیے جاتے ہیں"۔ اور ارشاد فرمایا "من صلیٰ علی کنت شفیعہ یوم القیامۃ" جس نے مجھ پر درود پڑھا میں قیامت

میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔

اس لیے میرے بھائیو! جب بھی تم سے درود پڑھنے کے لیے کہا جائے تو انتہائی خلوص ومحبت اور عقیدت ومؤدت کے ساتھ باانداز والہانہ درود شریف کا نذرانہ بایں طور پیش کیا کریں۔

اے شہنشاہ مدینہ الصلوۃ والسلام
زینت عرش معلی الصلوۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی پڑھے گا الصلوۃ والسلام

حضرات! اب آیئے ہمہ تن گوش بیٹھ جایئے کیونکہ اب تمنائے دل اس بارگاہ عالی وقار میں عریضہ حضوری پیش کر رہی ہے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں جن کی شخصیت ہمہ جہات فضائل وکمالات کا مظہر ہے جو علم کے دریا پیار کے ساغر اخلاق کے دھنی اور جلال کے پیکر ہیں۔

علم کے دریا پیار کے ساغر ناز کرے ان پہ اخلاق
پیکر شفقت بحر محبت معمار ملت زندہ باد

میری مراد رونق بزم خطابت ماہر علوم دینیہ حضرت .... صاحب قبلہ ہیں۔

موصوف اپنی تقریر میں قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں ایسا لائحہ عمل پیش کرتے ہیں کہ ان کے اقوال پر عمل کرنے کے بعد لوگ دنیا وآخرت کی کامیابیوں سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔ میں بڑے ادب واحترام کے ساتھ حضرت والا سے دست بستہ عرض کروں گا۔

تمہاری دید ہی مقصد رہا جس کی بصارت کا
وہ چشم منتظر پتھرا گئی کیا تم نہ آؤ گے

(۷)

مہ تاباں تو کرنیں ڈالتا ہے ذرے ذرے پر
چمک جاتا ہے جس میں نور استعداد ہوتا ہے

کمال عاشقی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا
ہزاروں میں کوئی مجنوں کوئی فرہاد ہوتا ہے

حضرات! اب میں آپ کے سامنے ایسے مقرر کو دعوت سخن دینے جا رہا ہوں جن کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ کچھ لوگ ماہتاب وآفتاب سے ناواقف ہوں لیکن علم دوست حضرات حضرت والا کی ذات سے کما حقہ واقف ہیں۔ میرے موصوف خطیب اہل سنت گل باغ خطابت حضرت .... صاحب قبلہ ہیں موصوف اپنے اندر جعفر طیار جیسی انکشاف حق کی صلاحیت اور اہل باطل کا قلعہ مسمار کرنے کے لیے خالد بن ولید جیسا تدبر رکھتے ہیں۔ ان کے خطاب میں اہل حق کے لیے سرمایۂ حیات اور پیام زندگی ہے۔ ان کی تقریر سماعت کرنے کے بعد دل جذبۂ عقیدت سے لبریز، آنکھیں نشۂ الفت سے مخمور اور لب اظہار محبت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ دعوت وفکر، جوش وروانی، برجستگی، علمی مواد، متوازن وسنجیدہ لب ولہجہ، جذباتی نشیب وفراز، سلاست بیانی، دلوں کو اپیل کرنے والا انداز، الفاظ کا ذخیرہ وغیرہ ساری خوبیاں موصوف کی گفتگو میں بیک وقت موجود ہوتی ہیں۔ میں بڑے ادب واحترام کے ساتھ خطیب العصر حضرت .... صاحب قبلہ کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

اہل محفل منتظر ہیں دیر سے عالی وقار
آپ کے پند ونصائح کا انہیں ہے انتظار
اے مری شام انتظار یہ کون آگیا، لیے
زلفوں میں اک شب دراز آنکھوں میں کچھ کہانیاں

(۸)

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

الله کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

حضرات! اب میں ایسے عظیم المرتبت و رفیع الدرجت خطیب کو دعوت تقریر دینے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جن کی تقریر کے متعلق بڑے بڑے علماء یہ کہکر خاموش ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی تقریر فکر و عمل کا ایسا دستر خوان ہوتا ہے، جس پر مختلف قسم کی روحانی اغذیہ بڑی نفاست اور سلیقہ سے سجائی گئی ہوں۔ یہ ہماری آپ کی خوش نصیبی ہے کہ حضرت والا کی فکر انگیز اور سحر آفریں تقریر سے ہم اپنے مشام جان کو معطر کریں گے۔ حضرت بلا شبہ کردار و گفتار کے غازی ہیں۔ حضرت اپنی تقریر میں بصیرت و بصارت کا بیش بہا خزانہ لٹاتے ہیں۔ مقفع و مسجع الفاظ، معانی و مطالب سے بھر پور گفتگو کے ذریعہ ہمارے قلوب کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت کی روشنی سے روشن و منور کردیتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے نکات سے ہمارے دل و دماغ کے کشکول کو بھر دیتے ہیں اور سامعین مست و بیخود ہو کر نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند کرنے لگتے ہیں۔ میری مراد ذوالعلم والایقان عالم معانی و بیان حضرت.........صاحب قبلہ ہیں۔ میں حضرت سے عرض کروں گا۔

خطیبوں کو تو ہونا چاہیے نازاں خطابت پر
تری شان خطابت پر خطابت ناز کرتی ہے
خدا کے واسطے مہر سکوت توڑ تو دے
تمام شہر تری گفتگو کا پیاسا ہے

(۹)

نہ تخت و تاج نہ سیم و گہر کی بات کرو
جو خیر چاہو تو خیر البشر کی بات کرو

حجر کے روپ میں یاقوت کو حجر نہ کہو
بشر کے بھیس میں لاکالبشر کی بات کرو
سمجھ سکے جو نہ اسرار ایکم مثلی
وہ بے خبر ہے کسی دیدہ ور کی بات کرو

حضرات! اب اس ذات مقدس کو آپ کے دیار عشق و محبت میں پیش کرنے جارہا ہوں جن کی شخصیت ہمہ گیر فضیلت کی حامل ہے۔ جو ایک ماہر مدرس، عظیم مقرر اور پختہ کار مصنف ہیں۔ علوم اسلامیہ، حدیث و تفسیر، فقہ و اصول فقہ پر جن کی گہری نظر ہے۔ درس نظامیہ کے جملہ فنون خواہ منطق و فلسفہ ہو یا صرف و نحو۔ بلاغت و عروض ہو یا عقائد و کلام۔ عربی ادب ہو یا فارسی قواعد سب پر کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ میدان درس و تدریس میں جنھیں کافی شہرت حاصل ہے۔ جن کے تلامذہ آج برصغیر ہند و پاک کے مختلف گوشوں میں اعلیٰ مناصب تدریس و افتاء پر فائز ہیں۔ میری مراد فاضل جلیل عالم نبیل مخزن خیر و برکت پیر طریقت حضرت.........صاحب قبلہ ہیں۔ علامہ موصوف جہاں دنیائے تدریس میں شہرۂ آفاق ہیں وہیں بزم خطابت و تقریر میں بھی انکی دھوم مچی ہوئی ہے۔ حضرت اپنی تقریروں کے ذریعہ تاریک دلوں میں خشیت الٰہی اور عشق نبوی کا نور پیدا کردیتے ہیں اور پژمردہ جسم میں ایمان و یقین کی روح پھونک دیتے ہیں۔ حضرت کی تقریر قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان دین کی روشنی میں ہوا کرتی ہے۔ حضرت اپنے موقف کو ایسے مستحکم دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ سامعین جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔ اپنے دعوے کی تائید میں براہین ساطعہ کا انبار لگا دیتے ہیں اور سامعین عش عش کرنے لگتے ہیں۔ دوران تقریر ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں کہ سامعین حضرت کے الفاظ و عبارات اور ان کی تقریر کے ایک ایک جملہ و کلام کو اپنے ذہن و دماغ کی ڈائری میں بآسانی نوٹ کرلیتے ہیں۔ جابجا علمی لطائف بیان کرتے ہیں اور سامعین پھولے نہیں سماتے۔ کہیں کہیں ایسے چٹکلے اور ظرائف چھوڑتے ہیں کہ پوری محفل باغ و بہار بن جاتی ہے۔ اب آیئے بلا تاخیر میں ان خوبیوں کے مالک جلالۃ العلم قائد ملت حضرت

.........کی بارگاہ میں عرض کروں کہ حضور والا برائے کرم کرسیٔ خطابت پر جلوہ بار ہوں اور ہمیں محظوظ فرمائیں۔ حضرت کا استقبال میں ان اشعار سے کر رہا ہوں۔

آنکھوں میں شوق دل میں تڑپ خوب اشتیاق
آؤ کئی چراغ جلائے ہوئے ہیں ہم
لوگ مرتے بھی ہیں جیتے بھی ہیں بیتاب بھی ہیں
کون سا شہر تری چشم عنایت میں نہیں

(۱۰)

یہ تلخ حقیقت ہے فقط راز نہیں ہے
مردہ ہے جو اس دور میں جاں باز نہیں ہے
پتھر کو بھی گویائی کی مل سکتی ہے قدرت
کیا قوم مری واقف اعجاز نہیں ہے

حضرات! اللہ تعالیٰ نے انسان کو ناطق بنایا بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انسان کو دیگر حیوانات میں اسی صفت نطق کی بدولت امتیاز بخشا۔ یوں تو ہر انسان فطری طور پر گویائی کی طاقت سے سرفراز اور نطق کی صفت سے متصف ہے لیکن صفت خطاب سے ہر کوئی موصوف نہیں۔ نطق میں کمال پیدا کر لینا خطاب کہلاتا ہے اور خطاب ساری دنیا میں صرف قوم مسلم کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کا ایک پس منظر ہے وہی پس منظر اس کا سبب ہے۔ چونکہ ابتدائے اسلام ہی سے جمعہ اور عیدین میں خطبہ دینے کا اصول قائم ہو چکا تھا اس لیے اس روایت نے اہل علم کو متاثر کیا اور مسلمانوں میں خطابت کا ایک مزاج بن گیا۔ یوں تو مختلف زبانوں میں خطابت کا رواج بہت قدیم ہے لیکن اردو زبان میں خطابت کی رسم کوئی بہت پرانی نہیں مگر بڑی شاندار ہے۔ خطابت میں مترادف الفاظ کی وجہ سے چار چاند لگتے ہیں۔ اردو زبان، عربی، فارسی، ہندی اور دیگر زبانوں کا معجون مرکب ہے۔ جس کی بنا پر اردو میں خطاب کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ یہی سبب ہے کہ اردو کا

تیسرے درجہ کا مقرر بھی دوسری زبانوں کے صف اول کے خطیبوں سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اردو کا تلفظ بھی اس کی کشش میں معاون ہوتا ہے۔

اب آیئے ان تمہیدات کی روشنی میں اردو زبان کے ایک قادرالکلام خطیب کو میں آپ حضرات کی بارگاہ میں پیش کروں جن کے فصیح و بلیغ خطاب کو سننے کے بعد آپ کہہ اٹھیں گے۔ ع

سارے جہاں سے اچھی اردو زبان ہماری

یا پھر پکارنے لگیں گے ع

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

میں بہار گلشن خطابت حضرت..........صاحب قبلہ سے عرض کروں گا۔

شرار بن کے آیئے بہار بن کے آیئے
مگر چمن کے واسطے نکھار بن کے آیئے
ہیں آپ زینت چمن چمن میں آیئے حضور!
جو گل نہ بن کے آسکیں تو خار بن کے آیئے

(۱۱)

بزم سخن میں داد نہ دینا بھی جرم ہے
پینی ہے گر شراب تو لب کھولیے حضور
یہ خاموش مزاجی تمہیں جینے نہیں دے گی
اس دور میں جینا ہو تو کہرام مچا دو
کیوں نہیں دیتے ہو تم شاعروں کو داد
محفلوں میں خاموشی اچھی نہیں لگتی

حضرات! آپ سے میری ایک مودبانہ شکایت ہے ہمارے مہمان شعرا اور مقررین و خطبا یکے بعد دیگرے آپ کی منشا و دلجوئی کے لیے اپنے قیمتی خون اور پسینہ کو عشق رسالت و محبت

دلی میں بہا کر آپ حضرات کو مسرور کرنے کے لیے بھر پور کوشش کر رہے ہیں۔اس کے باوجود آپ حضرات پسندیدہ اشعار اور عمدہ نکات پر داد و تحسین کی صدا بلند نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے "انی نذرت للرحمٰن صوماً" پر عمل کر رہے ہیں۔بارہا علمائے کرام کی زبانی سبحان اللہ ،الحمد للہ ، اللہ اکبر کی فضیلتیں سن چکے ہیں اور برابر سنتے رہتے ہیں اور سچ مچ تقاضائے محبت یہی ہے کہ کچھ آپ بڑھیں کچھ ہم بڑھیں۔ ؎

یہ رشتۂ محبت کچھ اس طرح نبھے گا
کچھ ہم قدم بڑھائیں کچھ تم قدم بڑھاؤ

حضرات! شاعر یا مقرر نہ تو خود پڑھتا ہے اور نہ خود بولتا ہے بلکہ سامعین کی تحریک پر مقرر کی تقریر میں نئے نئے اسلوب اور بیان کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے جذب وشوق میں ایک امنگ وترنگ پیدا ہوتی ہے۔شاعر خود کہتا ہے۔ ؎

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر کی
سو بوتلوں کا نشہ ہے واہ واہ میں
دنیا ہے اگر داد تو بے داد نہ کیجئے
واہ واہ نہیں تو آہ آہ ضرور کیجئے

بہر حال مجھے امید ہے کہ آپ حضرات اب شعرا و خطبا کو داد و تحسین سے ضرور نوازیں گے۔آپ جتنے خلوص ومحبت کے ساتھ انہیں داد و تحسین سے نوازیں گے یہ اور بھی مست اور سرشار ہو کر اپنے کلام اور خطاب سے آپ کو مستفیض اور محظوظ کریں گے۔

حضرات! اب آپ ہمہ تن گوش ہو جایئے۔آپ لوگ کافی دیر سے اس شخصیت کو سننے کے مشتاق ہیں جسے میں اب تک بڑی حفاظت سے اپنے قبضہ ودخل میں رکھے ہوئے ہوں۔کچھ مناظر فطرت اس کے پاسبان و پہریدار ہیں جی چاہتا ہے کہ اس شعر کے ذریعہ میں اس شخصیت کی اہمیت باور کرادوں۔ ؎

مہتاب پہریدار گل و لالہ پاسبان
اس جان رنگ و بو کی بڑی دیکھ بھال ہے

میں بڑے ادب واحترام کے ساتھ زینت مسند خطابت عالم معانی و بیان ذوالعلم والایقان حضرت ....صاحب قبلہ کی بارگاہ میں عریضہ پیش کروں گا کہ حضور برائے کرم کرسئ خطابت کو زینت بخشیں اس شعر کے ساتھ ؎

اک آس ہے شاید کہ وہ گزریں گے ادھر سے
میں بیٹھا ہوا راہ گزر دیکھ رہا ہوں
آجایئے کہ آپ کو ترسے ہے اب نگاہ
دیکھا نہیں ہے ہم نے بہت دیر سے حضور

(۱۲)

دل کا ہر قطرۂ خوں رنگ حنا سے مانگو
خوں بہا دوستو! قاتل کی ادا سے مانگو
مت بناؤ ید بیضا کو گدا کا کشکول
وقت فرعون ہو جب ضرب عصا سے مانگو
موم کی طرح پگھل جائے گا شب کا فولاد
دست داؤد کی توفیق خدا سے مانگو

حضرات! اب آیئے ہم ایک نکتہ سنج خطیب ماہر ادیب اور عالم لبیب کو آپ حضرات کے سامنے پیش کریں مگر ان کی آمد سے قبل اس بات کی وضاحت مناسب سمجھتا ہوں کہ عام طور پر تقریر اور خطاب ایک ہی مفہوم میں مستعمل ہے لیکن علمی سطح پر ان دونوں الفاظ میں ایک باریک سا فرق تصور کیا جاتا ہے۔تقریر مجمع عام میں کسی موضوع پر اظہار خیال کا نام ہے لیکن خطاب دانشورانہ شعور کے ساتھ اپنے نظریات کو بیان کرنے کا نام ہے۔اسی لیے مقرر ہونا آسان ہے مگر

خطیب بننا بڑا مشکل ہے۔ مقرر اپنے جذبات کا ترجمان ہوتا ہے خطیب اپنے نظریات کی جانب عوام کا رہنما۔ مقرر عوام کے جذبات واحساسات میں ہلچل پیدا کرتا ہے ان کے فکر ونظر کو شعور و آگہی عطا کرتا ہے اس تمہید کے بعد میں گل گلزار خطابت خطیب دوراں مفکر اسلام مولا نا الاعلم والانجم ....صاحب قبلہ کو دعوت خطاب دے رہا ہوں جو یقیناً عصر حاضر کے ایک بے باک اور لاجواب خطیب ہیں بلکہ جن کی ذات موجودہ دور میں لفظ خطیب کی لاج اور بھرم رکھے ہوئے ہے۔ موصوف جس موضوع پر خطاب کرتے ہیں جدت فکر کی نقوش آرائی اور وسعت تخیل کے رنگ وروغن بھر دیتے ہیں۔ اجتہاد فکر اور تجدید اسلوب آپ کے خطاب کی ہمہ گیر خصوصیت ہے۔ آپ کی ذات الفاظ وتراکیب سے لے کر ادائے مطالب کے طرز تک ہر باب میں تقلید عام سے گریزاں اور اپنے مجتہدانہ وخطیبانہ انداز میں بے میل و بے لچک نظر آتی ہے۔ قدرتی ملکۂ بیان اور کاوش فکر کا یہ عالم ہے کہ آپ کے خطاب میں آمد ہی آمد ہے آورد کا نام نہیں۔ واقعہ بیانی کی نقش آرائی کا جواب نہیں۔ فکر وتدبر کا پیمانہ ہر جگہ بلند اور نظر کا معیار ہر جگہ ارجمند ہے۔ اب بلا تاخیر میں شہریار خطابت خطیب زمن حضرت ....صاحب قبلہ کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ حضور کرسئ خطابت کو زینت بخشیں۔ حضرت کی آمد سے قبل یہ اشعار نذر ہیں۔ ؎

سماں رنگ بو جام مئے چاند تارے
کمی ہے تمہاری ہیں سارے نظارے
تم آؤ تو ڈوبیں تم آؤ تو ابھریں
فلک کے نظارے سحر کے ستارے

(۱۳)

پیاسے رہوگے ساقئ کوثر کو چھوڑ کر
پی جاؤ چاہے سات سمندر نچوڑ کر
کتنا بلند ہوگیا مٹی کا آدمی

رشتہ رسول پاک کے قدموں سے جوڑ کر

حضرات! اب آیئے میں ایک ایسے خطیب کو آواز دوں جس کے خطاب نایاب سے دلوں کو روحانی غذا حاصل ہوتی ہے جن کے کمال سخن اور ملکۂ خطابت نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ جن کی شمولیت جلسہ کی کامیابی کی ضمانت ہوا کرتی ہے۔ جن کی شخصیت علوم وفنون کا بہتا ہوا سمندر اور جن کی ذات فصاحت و بلاغت کا گوہر ہے۔ جو ہر اسٹیج پر چاندنی میں چاند کی طرح نکھر کر ستاروں کی چھاؤں میں ستاروں کی طرح چمک کر، پھولوں کی صف میں پھولوں کی طرح کھل کر اپنی جگہ نکال لیتے ہیں۔ میری مراد میدان خطابت کے شہسوار سنیت کے علمبردار حضرت.........صاحب قبلہ کی ذات عالی وقار ہے۔ حضرت کا اسلوب بیان اتنا انوکھا و نرالا ہوتا ہے کہ ان کی تقریر میں سورج کی چمکتی ہوئی پیشانی، چاند کا ہنستا ہوا چہرہ، ستاروں کی چمک، درختوں کا رقص، پرندوں کا نغمہ، آب رواں کا ترنم، پھولوں کی رنگین ادائیں اپنی اپنی جلوہ طرازیاں رکھتی ہیں۔ ان کے خطاب میں فصاحت وبلاغت کی فراوانی سورج کی درخشانی، چاند کی تابانی، کہکشاں کا جمال، ثریا کا کمال، پھولوں کی مہک، غنچوں کی چٹک، بھوروں کا تکلم، کلیوں کا نکھار اور بہاروں کا بانکپن بخوبی پایا جاتا ہے۔ اسی خطیب ذیشان مقرر شعلہ بیان ساحر اللسان حضرت.........صاحب قبلہ کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ کرسئ خطابت کو زینت بخشیں اور ہم سامعین کو شاد کام فرمائیں۔ ؎

چشم کو اشکبار کر اشک کو تابدار کر
سوز دروں تو اور بھی قلب کو بے قرار کر
تیرے سوا کوئی نہیں درد کا مسکن وامیں
اے دل درد آشنا درد کو اختیار کر

(۱۴)

بھڑک جاتی ہے جب یہ آگ تو بجھنے نہیں پاتی
چراغ عشق جل جاتا ہے تو مدھم نہیں ہوتا

کسی کا راز رکھنے کو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ آنسو جھلملا جاتے ہیں دامن نم نہیں ہوتا

حضرات! اب آیئے میں ایک ایسے خطیب عالم نبیل اور واعظ جلیل کو دعوت سخن دوں جن کی تقریر دلوں کو تازگی اور ایمان کو غیر معمولی تقویت بخشتی ہے۔ روح کو بالیدگی اور ذہن ودماغ کو روشنی عطا کرتی ہے۔ معاشرہ کی اصلاح کے لیے ایسا لائحہ عمل پیش کرتے ہیں جس سے عوام و خواص کے اندر عقابی روح بیدار ہو جاتی ہے۔ حضرت سنت رسول کی روشنی میں ایسا دستور حیات دیتے ہیں جس سے دنیاوی اور دینی سفر آسان ہو جاتا ہے۔ ان کی گفتگو سننے کے بعد ہر شخص اپنے اندر ایمانی کیف وسرور کی چاشنی محسوس کرتا ہے اور ان کے خطاب نایاب کی سماعت سے پورا مجمع جذبۂ شوق کی بے خودی میں مچل جاتا ہے۔ جو جہاں جاتا ہے اپنے علم وفضل کی بنیاد پر خطابت کا لوہا منوالیتا ہے اور سامعین کے قلوب میں جیت کا سکہ جمالیتا ہے۔ میری مراد چشمۂ علم وحکمت مرکز عقیدت خطیب البراہین حضرت.............صاحب قبلہ ہیں میں موصوف کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

آنکھ کو بیدار کردے وعدۂ دیدار سے
زندہ کردے دل کو سوز جو ہر گفتار سے
عطا کردے ہمیں جام نشاط آور کوئی ساقی
نہ کر تو بے اعتنائی اپنے جرعہ خوار سے

(١٥)

کیا بات ہے کہ آج بڑی دھوم دھام ہے
عشاق مصطفیٰ کا یہ کیوں ازدحام ہے
کیا محفل میلاد کا یاں اہتمام ہے
کیا رحمتوں کی بارش کا یہ مقام ہے

ہاں ہاں نزول رحمت پروردگار ہے
اور انعقاد جلسۂ خیر الانام ہے

حضرات! اب آیئے میں ایسے عالم ذیشان کی بارگاہ میں عریضہ پیش کروں جو العلماء ورثة الانبیاء کے مظہر اتم اور علماء امتی کا نبیاء نبی اسرائیل کا مجسمہ ہیں۔ حضرت نے اپنی فراغت کے بعد ہی سے درس وتدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور وعظ وتقریر کے ذریعہ خدمت دین متین کو شیوۂ حیات قرار دیا۔ ہماری آرزوئے دل حضرت کی بارگاہ پروقار میں عقیدت مندانہ صدا دے رہی ہے کہ حضور ہمیں اپنے نورانی کلمات سے نوازیں۔ حضرت کا تعارف ہم کیا کر سکتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ ہم اپنا تعارف حضرت کے وسیلہ سے کراتے ہیں۔ ان کی پرہیزگاری سنت مصطفیٰ کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ ان کی حیات عجز وانکساری تواضع وخاکساری اور ایثار وقربانی کا مثالی آئینہ نظر آتی ہے۔ رگوں میں محبت رسول خون بن کر دوڑتی ہے۔ دل کی دھڑکن بن کر تڑپتی ہے۔ حضرت کی پوری تقریر قرآنی آیات اور نبوی فرمودات سے ماخوذ ہوتی ہے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ مخزن خیر وبرکت زینت مسند خطابت آبروئے اہل سنت حضرت..........صاحب قبلہ کی بارگاہ ناز میں عرض کروں گا۔

کچھ ایسی بے خودی ہے ترے انتظار میں
تصویر بن چکا ہوں ترے انتظار میں
آہٹ پہ کان در پہ نظر دل میں اشتیاق
آنکھوں کے اشک سوکھ گئے انتظار میں

نقابت جلسۂ رد وہابیت

مورخہ ۸،۹،۱۰ر مئی ۲۰۰۵ء کو کٹیہار میں سہ روزہ سنی دیوبندی مناظرہ ہونا طے پایا جس میں دیوبندی مناظر طاہر گیاوی سنی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن کے جوابات سے مرعوب اور ان کے سوالات سے پریشان ہوکر دوسرے ہی دن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پھر پورے ہندوستان میں دونوں جماعتوں کی طرف سے جلسوں کا انعقاد ہوا۔ گھوسی میں بھی متعدد جلسے ہوئے۔ سنی جلسوں کی نظامت کے لیے علمائے اہل سنت کی نظر انتخاب مجھ ناچیز پر پڑی اور بفضلہ تعالیٰ حضور محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفی صاحب قبلہ قادری کے زیر سایہ نقابت کے فرائض میں نے انجام دیے۔ افادیت کے پیش نظر ان جلسوں میں کی گئی نظامت کی تلخیص کچھ اضافہ کے ساتھ درج کر رہا ہوں ان شاء اللہ شائقین پسند کریں گے۔

نعیم الاسلام قادری

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا. صدق اللہ العلی العظیم.

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

بنے ہم سنگدل مجبور ہوکر اس ستم گر سے
جواب آخر ہمیں دینا پڑا کنکر کا پتھر سے

شاعر مشرق نباض قوم ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

بادۂ توحید کے متوالو! شمع نبوت کے پروانو! ناموس رسالت کے پاسبانو! اولیائے امت کے چاہنے والو! اے سنی مسلمانو! آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ آج کا یہ نجدیت سوز اور وہابیت دوز پروگرام نجس العین طاہر حسین اور اس کے لنگوٹ بھوجپوری کی ایمان سوز گالیوں سے بھرپور، فحش اور اشتعال انگیز تقریروں اور ان کے بے جا الزامات کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے انعقاد پذیر ہے۔ ان شاء اللہ آج ہمارے علمائے اہل سنت ان کا ایسا دنداں شکن جواب دیں گے کہ ایوان نجدیت میں زلزلہ پیدا ہوجائے گا اور خرمن وہابیت جل کر خاکستر ہوجائے گا۔ آج رد وہابیت پر ایسی تقریریں ہونگی کہ ان کا دامن مکر وفریب تار تار ہوجائے گا۔ دیوبندی عقائد کی دھجیاں بکھر جائیں گی اور دنیا پکار اٹھے گی۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضرات! ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ آج کے اس اجلاس کی صدارت سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہا رازی زماں غزالی دوراں رئیس المناظرین شہزادۂ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی ضیاء المصطفی صاحب قبلہ قادری دامت برکاتہم القدسیہ فرما رہے ہیں۔ جن کی ذات جماعت اہل سنت میں لائق صد افتخار ہے۔ حضور محدث کبیر ہی کی وہ شخصیت ہے جنھیں علمائے اہل سنت نے متفقہ طور پر مناظرہ کٹیہار میں اپنا صدر منتخب کیا اور آپ کا انتخاب ہوتا بھی کیوں نہ کہ آج آپ ہی قائد و سرپرست اہل سنت ہیں آپ جیسی شخصیت کے

دیدار کے لیے آنکھیں ترستی ہیں۔ حضور محدث کبیر کی زبانی مناظرہ کی روداد بھی آپ سماعت کریں گے اور ان کے ایمان افروز خطاب سے بھی محظوظ ہونگے۔

دنیائے نجدیت میں تہلکہ مچادینے والے خطیب، شیر اہل سنت، قاطع نجدیت حضرت مولانا عبدالمصطفی صاحب قبلہ رودولوی بھی تشریف لاچکے ہیں جن کا خصوصی خطاب تابوت نجدیت میں آخری کیل کی حیثیت کا حامل ہوگا۔ ان کے علاوہ متعدد علمائے کرام کے بیانات ہونگے جن میں دیوبندی عقائد کی تردید کے ساتھ علمائے دیوبند کے اخلاق وکردار کی نقاب کشائی بھی ہوگی۔ آج کے اس اسٹیج پر علما کا اتنا بڑا اجتماع ماشاءاللہ۔ ع

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ریاض دین کے معصوم غنچے سموم کفر سے مرجھا رہے ہیں
ان ہی کو تازگی دینے کی خاطر یہ وارث انبیا کے آرہے ہیں

حضرات! اب آیئے بزرگوں کے دستور کے مطابق اس پروگرام کا آغاز اللہ کی اس مقدس کتاب سے کریں جس کی حلاوت ومٹھاس سے سیدنا عمر فاروق اعظم کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ جس کے کلام بلاغت نظام کی شیرینی نے طفیل بن عمرو دوسی جیسے ادیب وشاعر کو کلمۂ حق پڑھنے پر مجبور کردیا۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ انجام دیا۔ حق وباطل کے درمیان خط امتیاز کھینچا۔ جس کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

ٹھکانہ ہی نہیں اس بحر عرفاں کی روانی کا
کہ جو بھی لفظ ہے وہ ایک گوہر ہے معانی کا
جہاں میں ہیں سبھی قرآن کے احکام لاثانی
فنا نہ ہوگا کبھی اس کا حسن تابانی

میں جناب قاری فضل اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ۔

گلوں میں رنگ بھرے بادنو بہار چلے

چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

☆

دشمن احمد پہ شدت کیجئے — ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح وشام — جان کافر پر قیامت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیات ولادت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم نبی — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

حضرات! اب آیئے قرآن حکیم کی تلاوت کے بعد نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت سے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی عطا کریں۔ کیوں کہ

اک نور ہمارا قرآں ہے اک نور ہمارے آقا ہیں
دونوں ہو جس کے سینے میں اس قوم کی عظمت کیا کہنا

میں بڑے خلوص کے ساتھ مداح رسول قاری عبدالحسیب صاحب سے عرض کروں گا کہ کلام الامام امام الکلام سے ہمیں نوازیں۔

آ کچھ سنادے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذت سوز جگر کی ہے

☆

جہاں سے کفر کی تاریکیاں مٹائیں گے
چراغ علم نبی ہر طرف جلائیں گے
جناں میں دھوم مچی ہے کہ چند دیوانے
رسول پاک کا گلشن نیا سجائیں گے

حضرات! میرے لیے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جامعہ شمس العلوم کے سینئر استاذ دنیائے علم وادب کی ایک منفرد شخصیت تقریباً ایک درجن کتابوں کے مصنف بے نظیر معلم ومدرس،

نکتہ سنج خطیب ومقرر، نامور مورخ اسلام میرے مربی وسر پرست مفکر اسلام سراج العلماء شیخ المیراث شہریار تحریر وقلم نازش علم وفن حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر محمد عاصم صاحب قبلہ اعظمی ایم، ٹی، ایچ۔ پی، ایچ، ڈی، آج کے اس اسٹیج پر رونق افروز ہیں۔

جامعہ شمس العلوم کے شیخ التفسیر والادب فاضل جلیل، عالم نبیل ادیب لبیب خطیب شہیر ذوالعلم والایقان عالم معانی وبیان حضرت الاستاذ علامہ رضوان احمد صاحب قبلہ شریفی بھی جلوہ فرما ہیں عربی علم وادب میں دنیائے سنیت کے اندر جن کا جواب نہیں۔ موصوف عربی زبان کے اسرار ورموز اور عربی نثر ونظم کے نشیب وفراز سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ اس زبان کے اسکالر مانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر دینی غیرت وحمیت کوٹ کوٹ کر بھرا ہے جس کا ثبوت آپ کی کتاب ''مدار نجات'' ہے جس نے بدمذہبوں اور مذبذبوں کا ناطقہ بند کردیا۔ ان کے علاوہ جامعہ شمس العلوم، جامعہ امجدیہ اور دیگر مدارس اہل سنت کے اساتذہ اور بریلی علمائے گھوسی رونق اسٹیج ہیں۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

اب آیئے بلاتاخیر جامعہ شمس العلوم کے ایک بہترین مدرس جماعت اہل سنت کے ایک لائق وفائق عالم دین خطیب ذیشان مقرر خوش بیان استاذ گرامی حضرت مولانا مقصود اختر صاحب اشرفی کو آپ حضرات کے سامنے پیش کروں جو ہمیشہ اہل سنت کی ترویج واشاعت کے لیے کوشاں اور جماعت اہل سنت کے استحکام کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں ان کا نظریہ ہے۔

مجھ کو اس سے کیا غرض صبح ہے یا شام ہے
خدمت اہل چمن ہر وقت میرا کام ہے

آیئے حضرت کا استقبال نعرۂ تکبیر ورسالت سے کریں۔

☆

وہابیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں
غیروں پہ اعتراض ہے اپنی خبر نہیں
آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

حضرات! یہ تھے خطیب ذیشان حضرت الاستاذ مقصود اختر صاحب قبلہ جو قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل سنت کے معمولات کو ثابت کررہے تھے اور بدمذہبوں کے الزامات کا جواب دے رہے تھے۔ موصوف کی تقریر زبان حال سے پکار رہی تھی۔

شدت غم سے چھلک آئے ہیں آنسو ورنہ
مدعا میرا نہیں آپ سے شکوہ کرنا

اب آیئے قبل اس کے کہ مجاہد اہل سنت قاطع نجدیت حضرت علامہ رضوان صاحب قبلہ شیخ الادب جامعہ شمس العلوم گھوسی کا تہلکہ خیز خطاب ہو ایک نعت رسول سماعت فرمائیں۔ کیونکہ نعت رسول ہی ہمارا مقصود زندگی ہے۔ اگر نعت رسول اور صفات نبی کا چرچا مقصود نہ ہوتا تو ع

نہ ہماری ذات ہوتی نہ یہ کائنات ہوتی

میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گنگنانے کے لیے طوطی گلستان رسالت جناب قاری فضل اللہ صاحب سے کہوں گا۔

بہار بن کے جو آؤ تو کوئی بات بنے
کلی کلی کو ہنساؤ تو کوئی بات بنے
بہت ہی ناز ہے تم کو جو اپنے لہجہ پر
نبی کی نعت سناؤ تو کوئی بات بنے

☆

کنجوس مکھی چوس وہابی کے مال پر

میلاد و فاتحہ کا کرانا حرام ہے

کوا بڑے ہی شوق سے کھائیں وہابڑے

حلوا بنانا کھچڑا پکانا حرام ہے

حضرات! میں نے حلوہ بنانا کھچڑا پکانا اس لیے کہا کہ یہ وہابی حلوہ بنانے اور کھچڑا پکانے کو تو حرام کہتے ہیں لیکن پاتے ہیں تو ٹھونس ٹھونس کر کھاتے ہیں اب بتائیے جب ان کے نزدیک حلوہ اور کھچڑا حرام ہے اور یہ اسے کھاتے ہیں تو حرام خور ہوئے کہ نہیں۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

آیئے اب میں مجاہد اہل سنت محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ رضوان احمد صاحب قبلہ شریفی کو دعوت سخن دوں۔ حضرت موصوف اپنی بصیرت افروز تقریر کے ذریعہ جماعت اہل سنت کو تعمیری فکر و بصیرت عطا کر دیتے ہیں۔ عصر حاضر کے چیلنجوں کا مسکت جواب دیتے ہیں۔ اہل باطل کی ریشہ دوانیوں کی بھرپور تردید فرماتے ہیں۔ اور شاہین صفت نوجوانان اہل سنت کو باطل پرست قوتوں سے ٹکرانے کے حوصلے عطا کر دیتے ہیں۔ عقائد حقہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کر کے عاشقان رسول کے دلوں کو جلا بخشتے ہیں۔ اور شعلہ و برق الٰہی بن کر ایوان باطل کے فاسد عقیدوں کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔ جب موصوف طاہر اور بھوجپوری کی تقریروں کی خبر لیں گے تو آپ حضرات کہہ اٹھیں گے یقیناً ایسا دنداں شکن جواب دینا آپ ہی کا حق ہے۔ میں حضرت علامہ رضوان احمد صاحب قبلہ سے عرض کروں گا یہ کہتے ہوئے مائک پر حاضر ہو جائیں کہ۔

مجبور ہوں کہ وقت ہے افشائے راز کا

گو میں یہ جانتا ہوں کہ نازک زمانہ ہے

اور یہ بھی کہوں گا کہ۔

شیر رضا تم آجاؤ خنجر رضا لے کر

نجدیوں کی گردن کو کاٹنا ضروری ہے

☆

ہم نہ کہتے تھے کہ اے داغ تو زلفوں کو نہ چھیڑ

اب جو برہم ہے تو ہے تجھ کو قلق یا ہم کو

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے

نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

حضرات! حضرت علامہ رضوان احمد صاحب قبلہ ابھی خطاب کیا کر رہے تھے گویا خرمن نجدیت پر برق تپاں گرا رہے تھے۔ موصوف نے اپنی تقریر میں یہ بتایا کہ۔

نوک خنجر کی عبارت آپ پڑھیئے تو سہی

خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

انہوں نے طاہر حسین کے متعلق یہ بھی آشکار کیا۔

میں سمجھتا تھا کہ اک مرد مقدس آپ ہیں

شیخ صاحب آپ تو شیطان کے بھی باپ ہیں

اب آیئے محفل کا ذائقہ بدلنے کے لیے پھر ایک نعت عندلیب باغ رسالت جناب قاری غلام رسول صاحب سے سماعت فرمالیں۔ ان اشعار کے ساتھ۔

ہوا کا رخ ہے کدھر اس کو جانچنے کے لیے

زمیں کی خاک ہوا میں اڑا کر دیکھتے ہیں

نبی کی نعت یہ پڑھتے ہیں جھوم کر سیفی

اگر یہ سچ ہے تو ان کو بلا کر دیکھتے ہیں

☆

انکار علم مصطفیٰ گھٹی میں ہے تیری پڑا
نجدی تیرا ٹھکانہ کیا تو تو کٹی پتنگ ہے
نظمی کیسے ہی جائے گا میلاد مصطفیٰ بیاں
اس کو کبھی نہ چھیڑنا سنی بڑا دبنگ ہے

حضرات! اب میں ایک ایسے خطیب کو دعوت سخن دینے جارہا ہوں جو مئو ضلع میں شیر سنیت کی حیثیت رکھتا ہے جس کا نام سن کر بدمذہبوں، نجدیوں کی وہی حالت ہوتی ہے جو اس لومڑی کی ہوئی تھی جس نے ایک پیڑ پر مرغے کو بانگ دیتے دیکھا تو اس کے منہ میں پانی آ گیا وہ کہنے لگی موذن صاحب اذان تو دے چکے آیئے اب نماز بھی پڑھ لیں۔ مرغا بہت چالاک تھا اس نے گھاٹ پر ایک شیر کو پانی پیتے دیکھا اور کہا مقتدی صاحب ذرا ٹھہریئے ابھی امام صاحب وضو کر رہے ہیں وہ آجاتے ہیں تو جماعت سے نماز پڑھ لیں گے۔ لومڑی نے شیر کو دیکھا تو سر پر پیر رکھ کر بھاگی مرغے نے آواز دی مقتدی صاحب! کہاں جارہے ہیں لومڑی بولی میرا وضو ٹوٹ گیا ہے وضو کرنے جارہی ہوں اسی شیر کی طرح شیر اہل سنت غازی ملت حضرت مولانا ممتاز احمد صاحب قبلہ استاذ مدرسہ بحر العلوم مئو کی ذات ہے جن کا نام سن کر اعدائے نبی و ولی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ایوان باطل زیر وزبر ہونے لگتا ہے۔

اب بلا تاخیر مولانا ممتاز احمد صاحب مائک پر تشریف لا رہے ہیں موصوف طاہر اور عبدالمالک بھوجپوری جیسے چرب زبان ملاؤں کا جواب دینے میں اسپیشلسٹ مانے جاتے ہیں۔ میں حضرت کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

چلائے تیر ہیں کتنے جواب دیتا جا
ہمارے زخموں کا کچھ تو حساب دیتا جا
جو تم ہو ساقئ محفل تو رند ہیں ہم سب
ہمارے حصوں کی ہم کو شراب دیتا جا

☆

ہمیں سے کیوں کہا جاتا ہے نیچے رکھ نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ یوں نکلو عیاں ہو کر

یہ تھے شیر اہل سنت مولانا ممتاز احمد صاحب قبلہ جنھوں نے اپنی تقریر کے ذریعہ علامہ رضوان احمد صاحب کی خرمن نجدیت پر گرائی ہوئی برق تپاں کو ہوا دے کر بھڑکتی ہوئی آگ میں تبدیل کر دیا اور ان شاء اللہ قاطع شرک و بدعت غازی ملت حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صاحب قبلہ رودولوی اسے راکھ کی شکل میں بدل دیں گے اور پھر حضور محدث کبیر اس راکھ کو فضا میں اڑا کر اس کے ذرات کا نام ونشان مٹا دیں گے مولانا ممتاز احمد صاحب قبلہ نے اپنی تقریر میں یہ واضح کر دیا۔

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بڑائی
جب غور سے دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ

اور یہ بتارہے تھے۔

کوئی ان کی قبا کی بندشوں کو کچھ نہیں کہتا
مرا ذوق جنوں ہی مفت میں بدنام ہوتا ہے

اب آیئے ایک نعت سن لیں پھر اس کے بعد مقرر خصوصی کا خطاب نایاب ہوگا نعت نبی گنگنانے کے لیے میں شاعر اہل سنت حافظ خالد حسن صاحب کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

شاعر با اصول آجاؤ   چمن طیبہ کے پھول آجاؤ
نکہت ونور کی فضاؤں میں   نعت خوان رسول آجاؤ

☆

نبی کی شان میں کرتے ہیں جو گستاخیاں سن لو
یہ سنی رضوی ان کے واسطے تلوار ہوتے ہیں

دغا بازی وعیاری پڑی ہے ان کی گھٹی میں

یہ نجدی دیو کے بندے بڑے غدار ہوتے ہیں

میرے پیارے سنی بھائیو! جس خطیب کے آپ حضرات مشتاق ہیں. جس شیر ببر کی گھن گرج آواز سننے اور اس کی بہادری کے جوہر دیکھنے کے لیے آپ بے قرار ہیں اس کی آمد کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے ہمارے مقرر خصوصی قاطع نجدیت ماحیٔ شرک و بدعت حامئ سنت پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ رودولوی کی ذات محتاج تعارف نہیں موصوف اس بدعت خیز اور شرانگیز ماحول میں ایک بے باک اولوالعزم ذکی الحس دور اندیش مجاہد ہیں جو ضلالت و جہالت کی سرکش موجوں کو چیرتا ہوا ساحل مراد تک قافلہ کو پہونچا نے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور شیر نر کی طرح کسی کے رعب و دبدبہ اور جاہ وجلال سے مرعوب نہیں ہوتے آپ کی تقریر دشمنان رسول کے لیے شمشیر براں ہوتی ہے۔ آپ کا خطاب نجدیوں کے سینہ میں نیزہ کی انی بن کر چبھتا ہے۔ آپ کی ذات اہل سنت کے لیے شبنم کی حیثیت رکھتی ہے اور پھولوں کی طرح نرم ہے۔

کہیں تخریب باطل کی کہیں تعمیر حق کی ہے

کبھی شعلہ کبھی شبنم کبھی برق تپاں تو ہے

حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ ایوان نجدیت میں زلزلہ برپا کیے ہوئے ہیں آپ کی تقریر سے دیو بندیت کے قلعہ کی دیواروں میں شگاف پڑتا جا رہا ہے آپ کا بیان سن کر وہابیوں کا قدم ڈگمگانے لگتا ہے۔ خدا کا کرم ہے کہ جہاں آپ کا ایک خطاب ہو جاتا ہے بہت سے گم گشتگان راہ صراط مستقیم پر ثابت قدم ہو کر سنی بریلوی مسلمان ہو جاتے ہیں اور بہت سے متذبذب مسلک اہل سنت کی حقانیت کے علمبردار بن جاتے ہیں۔ ان کی تقریر کے متعلق یہ شعر کہنا بجا ہے۔

ان کی تقریر طبع یار کو بیچین کرتی ہے

سبب یہ ہے وہی کہتے ہیں جو دل پر گزرتی ہے

کبھی شعلہ کبھی شبنم حسیں تقریر ہوتی ہے

نبی کے باغیوں کے واسطے شمشیر ہوتی ہے

اب میں شیر اہل سنت کو ان اشعار کے ساتھ دعوت سخن دے رہا ہوں۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے

اشرف علی کا تھانہ بھون کانپ رہا ہے

☆

اللہ رے کس شیر سے اب پڑ گیا پالا

ہندو کی دیوالی ہے وہابی کا دیوالا

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر

آج اس کوچے میں ان کی بھی حجامت بن گئی

یہ تھے شیر اہل سنت حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ رودولوی جو اپنے خطاب میں بتا رہے تھے کہ۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

وہ اپنے تغافل کا گلہ کیوں نہیں کرتے

کیوں دیتے ہیں الزام میرے دیدۂ تر کو

اب انجمن غنچۂ قادریہ سے گزارش کروں گا کہ آئے اور منظوم کلام سے سامعین کو محظوظ کرے۔

☆

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

حضرات! نہایت ادب واحترام کے ساتھ تشریف رکھیں کیونکہ اب آپ کے سامنے ایک ایسی عظیم شخصیت کو پیش کرنے جارہا ہوں جن کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ موجودہ دور میں جو جماعت اہل سنت کی آبرو اور بزرگان دین کی سچی یادگار ہیں۔ ان کے جیسی علمی شخصیت دور دور تک نظر نہیں آتی۔ اس دور قحط الرجال میں جن کی ذات مرجع عوام وخواص ہے۔ جہان علم وفضل میں جن کا ثانی نظر نہیں آتا۔

حضرت کی ذات یوں تو گونا گوں فضائل وکمالات کا مظہر ہے لیکن خطابت میں اللہ تعالی نے آپ کو ایسا بے مثال کمال عطا فرمایا ہے کہ میدان خطابت میں کوئی آپ کا مقابل نظر نہیں آتا۔ عالم اسلام کے گوشے گوشے میں جن کی خطابت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ان کے سحر انگیز خطاب سے ایمان میں تازگی اور روح اسلام میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت کی تقریر قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں دلائل وبراہین سے لبریز ہوتی ہے۔ انداز بیان اتنا آسان شستہ دلکش اور موثر ہوتا ہے کہ تقریر کا ہر گوشہ سامعین کے قلوب واذہان میں اترتا چلا جاتا ہے اور مجمع پر کیف ووجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر سے نہ جانے کتنے گم گشتہ راہ اپنے دلوں کو نور ایمان سے منور کر چکے ہیں۔

عام طور پر مقررین کسی ایک موضوع پر اچھی طرح بول لیتے ہیں دوسرے موضوع پر اگر بولنے کے لیے کہا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اناڑی ہیں لیکن حضور محدث کبیر کا کمال یہ

ہے کہ وہ ہر موضوع پر اس طرح تقریر کرتے ہیں گویا اسی کے ماہر ہیں۔ دینیات، سیاسیات، مناقب وفضائل، اصلاح اعمال، تصوف، تزکیۂ نفس سب پر یکساں کمال کے ساتھ بولتے ہیں۔

آپ کی تقریر میں عالمانہ وقار، محدثانہ انداز، مفکرانہ شان اور مفسرانہ اسلوب ہوتا ہے۔ ہر خطاب تبلیغ واشاعت دین کی نیت سے احقاق حق وابطال باطل کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ان میں اخلاص بھی ہوتا ہے سادگی بھی، درد بھی ہوتا ہے خوف بھی۔ قوت وتوانائی بھی ہوتی ہے معانی ومفاہیم کی کثرت بھی، اپنوں کے لیے دل کی ٹھنڈک اور غیروں کے لیے تلوار ونیزہ بھی، عشق کا سوز بھی ہوتا ہے حق کی آواز بھی۔

ایک پیکر میں سمٹ کر رہ گئیں
حکمتیں دانائیاں آگاہیاں
ایک مردمست کی ٹھوکر میں ہیں
شاہیاں سلطانیاں دارائیاں

حضور محدث کبیر اپنی تقریر سے جماعت اہل سنت کے نوجوانوں میں عزم وحوصلہ، فکر ونظر، جوش وخروش کا جذبۂ بیکراں بھر دیتے ہیں۔ معمولات اہل سنت کی تائید میں قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور اقوال بزرگان دین سے دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اور بدمذہبوں کی بلیغ تردید فرما کر سنی مسلمانوں کی عزت وعظمت اور فتح وکامرانی کا سامان مہیا کر دیتے ہیں۔ اہل سنت پر کیے گئے شبہات کا ازالہ اتنی خوش اسلوبی سے کرتے ہیں کہ معترضین دم بخود رہ جاتے ہیں۔ ٹھوس دلائل، مضبوط شواہد اور فکر انگیز استدلال سے ہر طرف فکر وفن کے غنچہ وگل کھل اٹھتے ہیں۔ آپ کے دلائل کی طاقت اور دینی غیرت وحمیت قلعہ دیوبندیت کی بنیادوں کو متزلزل کر دیتی ہے۔

اب بلاتاخیر میں سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء غزالی دوراں، رازی زماں، رئیس المناظرین سید المتکلمین شہزادۂ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری دامت برکاتہم القدسیہ بانی ومہتمم طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ

گھوسی کی بارگاہ عالی میں بڑے ادب واحترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ حضور والا مائک پر تشریف لا کر اپنے خطاب نایاب کے ذریعہ ہمارے ایمان کی تازگی کا سامان کریں۔

آیئے کرلیں سواگت نعرۂ تکبیر سے
لرزہ براندام باطل ہے اسی شمشیر سے

نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر۔ نعرۂ رسالت، یارسول اللہ۔

چنیدہ القاب خطبا وشعرا

نیر فلک خطابت — رونق بزم خطابت
زینت مسند خطابت — گل گلزار خطابت
غنچۂ باغ خطابت — تاجدار خطابت
شہریار خطابت — سالک راہ خطابت
مخزن اسرار خطابت — سرچشمۂ خطابت
آبروئے خطابت — امیر کشور خطابت
طلیق اللسان — خطیب باکمال
واعظ شیریں مقال — مقرر بے مثال
شمع بزم خطابت — گوہر کان بلاغت
جان فصاحت — واقف اسرار خطابت
خطیب گہربار — خطیب شیریں زباں
مقرر شعلہ بیان — مطلوب طالبین خطابت
مقرر ہردلعزیز — خطیب دل پذیر
ساحر البیان — نباض قوم وملت
ماہر علوم فصاحت وبلاغت — واقف نکات شریعت
فخر الخطبا — رئیس المتکلمین
سلطان الواعظین — سید المقررین
نازش علم وفن — شہنشاہ خطابت

معمارملت — خطیب ذیشان
مقرر خوش بیان — قائد اہلسنت
زبدۂ علم وحکمت — مرکز فکرونظر
فاضل علوم مشرقیہ — ماہر علوم دینیہ
عمدۃ الخطبا — قدوۃ الواعظین

شہنشاہ ترنم — واصف شاہ ہدیٰ
شاعر فطرت — بلبل باغ مدینہ
طوطی چمنستان رسالت — عندلیب گلشن نبوت
طالب شعاع نور نبوت — شاعر دلنواز
مداح خیرالانام — شاعر خوش کلام
شاعر خوش نوا — دیوانہ غوث ورضا
شاعر بااصول — بزم ہستی کے پھول
ثناخوان حضور — عاشق خیرالوریٰ
شاعر ملت — شاعر اہلسنت
مداح شگفتہ مزاج — شاہکار ترنم
ماہر شعروسخن — مداح شہرہ آفاق
شمیم فکروفن — مرکز شعروادب
مداح خوش گلو — نعت خوان رسول
گل گلزار نعت — غنچۂ باغ نعت
رونق بزم نعت — زینت محفل نعت
نیر فلک نعت — شہریار شعروادب

تراشیدہ اشعار

(دوران نظامت مندرجہ اشعار کا استعمال کر کے پروگرام کو جلا بخشیں)

☆

آب زم زم سے دھو کے منھ اپنا
جمع کرتا ہوں احتیاط کے پھول
بھیجتا ہوں درود اور سلام
تب میں لکھتا ہوں نعت پاک رسول

☆

جب ان کا نام لو حرف دعا مہکتا ہے
جدھر سے گزرے ہیں وہ راستہ مہکتا ہے
مرے نبی وہاں ٹھہرے گزر گئیں صدیاں
مگر ابھی بھی وہ غار حرا مہکتا ہے

☆

میں اپنی نوجوانی کی الگ پہچان رکھتا ہوں
میں اپنے گرم سینے میں جدا ارمان رکھتا ہوں
میں اپنی زندگی کا دوسرا عنوان رکھتا ہوں
جہاں کی اور قوموں سے نرالی شان رکھتا ہوں
ہوں امن وصلح کا داعی مسلماں نام ہے میرا
مگر باطل کی گردن کاٹ دینا کام ہے میرا

نعت سرکار لکھوں اور پڑھوں تا بہ حیات
تاکہ روشن مری قسمت کا ستارہ ہو جائے
مال دنیا کی نہ خواہش ہے نہ غرض شہرت سے
مرا منشا ہے کہ بخشش کا سہارا ہو جائے

☆

یہ کیا کم سارے عالم پر ترا احسان ہے ساقی
نہ جائے تشنہ لب کوئی ترا اعلان ہے ساقی
ترے در سے کوئی سائل تہی داماں نہیں اٹھتا
ترے جود وسخا پر عقل کل حیران ہے ساقی

☆

بعد از خدا ہے کون علاوہ حضور کے
جو ساری کائنات میں یکتا دکھائی دے
اک بار دیکھ لینا ہماری طرف سے بھی
اے زائرو! تمہیں جو مدینہ دکھائی دے
ہر سمت عکس سیرت سرکار ہے مگر
جو دیکھنا نہ چاہے اسے کیا دکھائی دے

☆

کلمہ توحید سے جب دل کو گرماتا ہوں میں
تو رسالت کی کرن سے بھی جلا پاتا ہوں میں
لاالہ کے بعد گر لب پر نہ الااللہ ہو
عالم ہستی کو گویا کالعدم پاتا ہوں میں
کیوں فنا کی الجھنیں ہیں کیوں بقا کا مسئلہ
کلمہ طیب میں دونوں ایک جا پاتا ہوں میں

نبی کے نور سے سب کچھ ہوا زیروزبر پیدا
کہیں جن وبشر پیدا کہیں شمس وقمر پیدا
وجود سرور دیں سے وجود ملک ہستی ہے
محمد سے ہوئے بحر و بر اور خشک وتر پیدا

☆

ترے حسن کی ہیں یہ تابشیں یہ شعاع شمس وقمر نہیں
تری زلف ورخ کا طواف ہے یوں ہی دور شام وسحر نہیں
مری زندگی کو دیا رغم کی سیاہ راتوں کا ڈر نہیں
مرا دل ہے منبع روشنی یہاں تیرگی کا گزر نہیں

☆

گلوں سے مستی چھلک اٹھے گی ہوائے گلشن مہک اٹھے گی
خموش بلبل چہک اٹھے گی بہار کا فیض عام ہوگا
شراب کہنہ کی تلخ مستی سے بند ہے نبض مئے پرستی
نئی شرابیں نئے شرابی نیا نیا دور جام ہوگا
بہار کے خوش گوار پربت پہ جھوم اٹھے گا ابر باراں
برس پڑے گی نگاہ ساقی نہیں کوئی تشنہ کام ہوگا

☆

جب سے ان کی یاد حرز جسم وجاں ہونے لگی
زندگی بیگانہ سودوزیاں ہونے لگی
ہم صفیرو! کون سی یہ دھن تراشی تم نے آج
مضمحل نغموں سے روح گلستاں ہونے لگی

زباں خاموش نغمہ چپ ہنسی سہمی نظر سونی
پڑی تھی مدتوں سے یوں ہی چشم تر سونی
سبو پر جام پر مئے پر نشہ پر خواب چھایا ہے
نہ مئے خانے میں گزری تھی کبھی ایسی سحر سونی
جو تم آئے تو نغمات حسیں سے بھر گیا صحرا
وگرنہ حشر تک رہتی یوں ہی یہ رہ گزر سونی

☆

کبھی آنکھ میں سمائے کبھی ذہن ودل پہ چھائے
وہ گھڑی نہ آئی جس دم مجھے تم نہ یاد آئے
مری تشنہ کا میاں اب نہ رہین جام ہوں گی
تری چشم مست اٹھے مری تشنگی بجھائے
تری یاد لے کے جائے مجھے ساحل وفا تک
تجھے بھولنا جو چاہوں مری ناؤ ڈوب جائے

☆

خلوت بے نیاز کو سلطنت شہی سمجھ
بے خودی خودی میں ڈوب سرقلندری سمجھ
آہ سحر کی قیمتیں دے نہ سکیں گے دو جہاں
ساز شکستہ پہ نہ جا راز شکستگی سمجھ
حسن نظر سے کام لے غیر کا اعتبار کیا
حسن ایاز پر نہ جا دیدہ غزنوی سمجھ

ہمیں درکار ہیں پھر ساقی کوثر کے دیوانے
سنیں جو کان رکھ کر محفل ملت کے افسانے
ہمیں درکار ہیں شمع شہ بطحا کے پروانے
جنھیں اپنا بنا یا ہے جہاں میں شاہ بطحا نے

☆

رنگ وبو غنچے شگوفے چاند تارے ہنس دیئے
تم چمن میں کیا ہنسے سارے نظارے ہنس دیئے
رونے والوں کو کہاں فرصت ہنسی کی تھی مگر
آپ کے نازک تبسم کے سہارے ہنس دیئے
دور ہی سے یوں نظر ڈالی کی سانسیں رک گئیں
یوں قدم رنجہ ہوئے کہ دل کے پارے ہنس دیئے

☆

ملاقات کر نے کو جی چاہتا ہے
ذرا بات کرنے کو جی چاہتا ہے
تم آؤ کہ مست وحسیں چاندنی کو
بھی غیرت دلانے کو جی چاہتا ہے

☆

نعت کہنے کے لئے بات کہاں سے لاؤں
یعنی قرآن کے لمعات کہاں سے لاؤں
میں نہ بوصیری وسعدی ہوں نہ جامی نہ رضا
نعت گوئی کے وہ جذبات کہاں سے لاؤں

صبح کی آج جو رنگت ہے وہ پہلے تو نہ تھی
کیا خبر آج خراماں سر گلزار ہے کون
رات مہکی ہوئی آئی ہے کہیں سے پوچھو
آج بکھرائے ہوئے زلف طرحدار ہے کون
پھر دروں پر کوئی دینے لگا ہے دستک
جا یئے پھر دل وحشی کا طلبگار ہے کون

☆

کفر کو کافور کردو دین کی تنویر سے
ذبح کردو ظلم کو اسلام کی شمشیر سے
دیدو آزادی جہاں کو بندش زنجیر سے
چیر دو گیتی کا سینہ نعرہ تکبیر سے

☆

ان کی خوشبو سے مہکی ہے ساری فضا
ان کی پر نور محفل کی کیا بات ہے
حوض تسنیم تو اس کی اک شاخ ہے
اس مدینے کے ساحل کی کیا بات ہے

☆

خم کر کے عقیدت سے جبیں نعت پڑھوں گا
میں روضۂ اطہر کے قریں نعت پڑھوں گا
وہ مرکز رحمت جسے کہتے ہیں مدینہ
اللہ نے چاہا تو وہیں نعت پڑھوں گا

وہ رنگیں جام دے جو ہوش کو بے کار کر جائے
بعنوان دگر احساس کو بیدار کر جائے
بہار بوئے کہنہ سے ہے شرمندہ گل تازہ
نئے سر سے کوئی پھر بندش گلزار کر جائے
افق سے سرخیاں اٹھتی ہیں تارے مسکراتے ہیں
ارے ان سونے والوں کو کوئی بیدار کر جائے

☆

انداز بے مثال ادا بہترین ہے
ہر ایک لفظ جس کا نہایت حسین ہے
اللہ نے حبیب سے جو بات چیت کی
اس گفتگو کا نام کتاب مبین ہے

☆

الفاظ تو کہاں ہیں اشارے بھی کم پڑیں
دنیا کی ہر لغت کے سہارے بھی کم پڑیں
وصف رسول پاک کیے جائیں گر شمار
ذرے زمیں کے عرش کے تارے بھی کم پڑیں

☆

یوں پلا آج کہ رضوان ارم جھوم اٹھے
ترے انداز پہ خود دست کرم جھوم اٹھے
ڈال دے مست نگاہوں کی جھلک مینا میں
رند تو رند ذرا شیخ حرم جھوم اٹھے

ابر و بہار بادۂ و مینا کے باوجود
سونی پڑی ہے محفل رنداں ترے بغیر
سبزہ بھی چاندنی بھی ہوا بھی بہار بھی
بے کیف سی ہے شمع شبستاں ترے بغیر
آجاکہ ختم ہوں یہ کششہائے بے شعور
الجھا ہوا ہے درد سے درماں ترے بغیر

☆

تھے غنچے مہر برلب منتظر ادنیٰ اشارے کے
ذرا وہ مسکرائے گلستاں تک بات جا پہونچی
سکوت اطہر کیا تم نے بہت آغاز الفت میں
مگر انجام میں شرح وبیاں تک بات جا پہونچی

☆

ٹھکانہ مل گیا ہے فاتح محشر کے دامن میں
جمال نور کی محفل سے پروانہ نہ جائے گا
یہ مانا خلد بھی ہے دل بہلنے کی جگہ لیکن
مدینہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا

☆

فاراں سے مشیت کا نظارہ چمکا
ہر بیکس و مفلس کا سہارا چمکا
انسان کی تاریخ نے کروٹ بدلی
کونین کی قسمت کا ستارہ چمکا

حمد خدا ہو نعت محمد کے ساتھ گر
کعبے کے ساتھ گنبد خضریٰ دکھائی دے
سرکار اس جگہ سے بھی آگے چلے گئے
بے بس جہاں پہ جاکے فرشتہ دکھائی دے

☆

حبیب کبریا فخر جہاں کی بات کرتے ہیں
زمیں پر ہیں مگر ہم آسماں کی بات کرتے ہیں
فرشتے آسماں پر ذکر کرتے ہیں مدینے کا
کہاں کے رہنے والے ہیں کہاں کی بات کرتے ہیں

☆

اے کلک حقیقت بسم اللہ لکھ نعت محمد صلی اللہ
اس طرح ملائک رقص کریں خود شمع نبوت جھوم اٹھے
تفسیر حدیث عرفاں ہے یہ نعت برائے نعت نہیں
پڑھ دوں تو فرشتے رقص کریں سن لے تو قیامت جھوم اٹھے

☆

شبنم کے ستارے کبھی برساتی ہے
انگارے گرا کر کبھی تڑپاتی ہے
اک رنگ پہ قائم نہیں رہتی ہے کبھی
دنیا کی ہوا روز بدل جاتی ہے

یہاں مضبوط سے مضبوط لوہا ٹوٹ جاتا ہے
کئی جھوٹے اکٹھے ہوں تو سچا ٹوٹ جاتا ہے
وہ بھائی ہو کہ والد ہو چچا ہو یا کہ دادا ہو
عقیدے میں خرابی ہو تو رشتہ ٹوٹ جاتا ہے

☆

اسی کے ابر کرم سے ہے دو جہاں سیراب
اسی کے نور سے ہیں بام وطاق و در روشن
اسی کی شمع محبت ہے میرے سینے میں
اسی کے نور سے ہے چہرۂ سحر روشن

☆

اس پھیر میں مت رہنا کہ سجدے میں ملے گی
جنت مرے حضور کے صدقے میں ملے گی
سرکار جہاں کی جہاں بزم حسیں ہو
وہ بزم غریبوں کے محلے میں ملے گی

☆

ہر ہاتھ میں خنجر ہے ہر ہاتھ میں شعلے ہیں
کہنے کو مگر دنیا انسانوں کی بستی ہے
یہ دور ترقی ہے یا دور ستم گاری
انسان کی جاں جس میں ہر چیز سے سستی ہے

فقیر شہر ذرا اس سڑک پہ دھیرے چل
امیر شہر کے بنگلے پہ دھول جاتی ہے
اجالا دیتی ہے بھٹکے ہوئے مسافر کو
جہاں جہاں بھی حدیث رسول جاتی ہے

☆

رخ سرکار کاغذ پر ہویدا ہو نہیں ہوسکتا
کبھی تصویر میں پابند جلوہ ہو نہیں سکتا
وہی وجہ دو عالم ہیں وہی مختار عالم ہیں
نظر اٹھ جائے جب ان کی تو پھر کیا ہو نہیں سکتا

☆

اک دور تھا کہ فکر رہا کرتی تھی
مہمان کوئی آئے تو کھانا کھاؤں
اس دور میں کچھ لوگ ہیں جو سوچتے رہتے ہیں
یہ شخص چلا جائے تو کھانا کھاؤں

☆

ستم آرائی بڑھتی جارہی ہے
کرم فرمائی بڑھتی جارہی ہے
میں نعت پاک پڑھتا جارہا ہوں
مری بینائی بڑھتی جارہی ہے

دل دھڑکنے کا تصور ہی خیالی ہوگیا
اک ترے جانے سے ساراشہر خالی ہوگیا
شاعری میں بھیک ماں گی جارہی ہے ان دنوں
شعر کاسہ ہوگیا شاعر سوالی ہوگیا

☆

مری رہ گزر میں آنے کو ہزار آئے جنت
نہ بہک سکے گا لیکن مرا جذبۂ محبت
مری منزل تمنا ہے فقط دیار رحمت
مرے سرکو اب نہیں ہے کسی آستاں کی حاجت

☆

کل اولیا کے دہن میں دہن حسین کا ہے
زباں کسی کو لیکن سخن حسین کا ہے
جہاں پہ پیاسوں کو پانی پلایا جاتا ہے
سمجھ لو بس وہ محلّہ حسن حسین کا ہے

☆

علم وتہذیب وتمدن کا قرینہ اک طرف
ساراعالم اک طرف شہر مدینہ اک طرف
تیس پارے قلب کے جزدان میں محفوظ ہیں
سارے سینے اک طرف حافظ کا سینہ اک طرف

گلاب گل میں یہ نعمت بدل نہیں سکتی
دلوں سے ان کی محبت نکل نہیں سکتی
تمہاری نسل بدل سکتی ہے خدا کی قسم
مگر قرآن کی آیت بدل نہیں سکتی

☆

کئی گھر ہو گئے برباد خودداری بچانے میں
زمینیں بک گئیں ساری زمینداری بچانے میں
خدا کے نام پر سب کچھ لٹا دو حکم ہے لیکن
موذن کو مزا آتا ہے افطاری بچانے میں

☆

انہیں کے فیض سے ایماں کا ہے نور جبیں باقی
انہیں کی یاد سے ہر دل میں ہے شمع یقیں باقی
انہیں کے دم سے ہے آرائش دنیا ودیں باقی
بھلا کس منہ سے کہتے ہو محمد اب نہیں باقی

☆

دشمنوں نے یہی افواہ اڑائی ہوگی
حشر کے روز ہماری بھی گواہی ہوگی
صرف شداد ابو جہل اور فرعون نہیں
اچھے اچھوں کی جہنم میں دھلائی ہوگی

تا حشر ہمارے مولا کا فرمان نہ بد لا جائے گا
بدلے یہ زمانہ اپنے کو قرآن نہ بدلا جائے گا
ہے سب کے لئے فیضان نبی ہیں رحمت عالم میرے نبی
دشمن ہو زمانہ لاکھ مگر فیضان نہ بدلا جائے گا

☆

وہ جن کے اوصاف کا مسلسل بیاں ہے قرآن کبریا میں
انہیں کی توصیف کا ترانہ ہمارے دل کے رباب میں ہے
یہاں کے ذروں کی کیا حقیقت اتر گئی عرش کی ہے رفعت
بنی کے قدموں میں جو کشش ہے کہاں رخ آفتاب میں ہے

☆

میں سراپا شوق ہو ں میری تمنا آپ ہیں
دل کا مقصد آپ ہیں آنکھوں کا منشا آپ ہیں
یوں تو دنیا میں بہت آئے نبی اللہ کے
دید کا جس نے شرف پایا وہ تنہا آپ ہیں

☆

صرف اک انساں سمجھ کر روئے انور دیکھنا
اس طرح نہ دیکھنے کے ہے برابر دیکھنا
کیا مرا اعمال نامہ دیکھتے ہو دوستو!
ان کی رحمت دیکھنا میرا مقدر دیکھنا

بہ جوش محبت بہ جوش عقیدت بصد شوق با چشم نم چوم لینا
مدینے کے ہر منظر دلنشیں کو نظر سے خدا کی قسم چوم لینا
وہ رحمت کا گلشن ہے صحرا نہیں ہے مدینے میں کانٹا بھی کانٹا نہیں ہے
بظاہر جو ہے صورت خار طیبہ وہ گلہائے باغ ارم چوم لینا

☆

دہر کے منفی و اثباب بدل دیتا ہے
سارے افکار و خیالات بدل دیتا ہے
ایک انساں ہے کہ حالات بدلتے ہیں اسے
ایک انساں ہے کہ حالات بدل دیتا ہے

☆

یہ نہ دیکھو ہوش میں ہوں یا کہ میں مدہوش ہوں
اپنی چشم مست سے تم بادہ چھلکاتے رہو
آج کی شب آنے والا ہے وہ جان آرزو
چاندتارو! روشنی کے پھول برساتے رہو

☆

ان لوگوں کا انجام نظر آتا ہے تاریک
نفرت کو ہوا دیتی ہے جن لوگوں کی تحریک
شاید نہ ہو اس دور سے بدتر کوئی دور
انسان اب انسان کی کرنے لگا تضحیک

کسے معلوم ان کے دل میں کیا ہے
پیام صلح ہے جن کی زباں پر
تعلق رکھتا ہے جو دشمنوں سے
نہ کرنا اعتماد اس پاسباں پر

☆

آنکھوں پہ چھایئے مرے دل میں سمایئے
جس طرح آپ چاہئے تشریف لایئے
منظور ہے اگر کہ مٹے جس تیرگی
نفرت کدہ میں شمع محبت جلایئے

☆

حیراں ہیں سارے آئینے ماضی وحال کے
جلوے بکھر گئے ہیں یہ کس خوش جمال کے
ان کی تلاش میں میں وہاں تک نکل گیا
کٹتے ہیں پر جس اوج پہ وہم وخیال کے

تمت

Islamic Publisher
447 Gali Sarotey Wali, Matia Mahal,
Jama Masjid Delhi-6
Ph: (011) 23284316, Fax: 23284582